Regd. L. No. 5588

اَللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ

# مصباح
## ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جنوری ۱۹۵۱


سالانہ چندہ ۵ روپئے

قیمت فی پرچہ ۷ آنے

# اخبار احمدیہ

## ربوہ ۔ ۱۰ رجنوری

سیدنا حضرت اقدس المصلح الموعود ایدہ اللہ کی طبیعت جلسہ سالانہ کے بعد علیل رہی ہے ۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے صحت ہے ۔ تمام بہنیں حضور کی صحت کے لئے دعا فرماتی رہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

## ربوہ ۔ ۳۰ ر دسمبر

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں مندرجہ ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔

۱: صاحبزادہ مرزا انوار احمد صاحب کا نکاح صبیحہ بیگم صاحبہ بنت محترم مرزا رشید احمد صاحب سے

۲: صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب کا نکاح قدسیہ بیگم صاحبہ بنت محترم نواب محمد عبد اللہ خان صاحب سے

۳: سید محمد احمد صاحب کا نکاح صاحبزادی امۃ اللطیف صاحبہ بنت حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے سے۔

## درخواست دعا

حضرت نواب محمد عبد اللہ خان صاحب دیر سے صاحب فراش ہیں۔ ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی جائے۔

## ولادت

**مالیر کینٹ**: امۃ الحفیظ بیگم کیپٹن خادم حسین صاحب کو اللہ تعالیٰ نے ۱۹ رنومبر ۱۹۵۵ء کو بچی عطا فرمائی ہے، حضور ایدہ اللہ نے بچی کا نام راحت خاتون تجویز فرمایا ہے۔ تمام بہنیں بچی کے عمر دراز اور خادم دین ہونے کی دعا فرمائیں۔ (ذکیہ بیگم مالیر کینٹ)

**افریقہ**: اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ڈاکٹر محمد انور شاہ صاحب افریقہ کے ہاں پہلا فرزند عطا فرمایا ہے۔ تمام بہنوں سے درخواست ہے۔ کہ نومولود کے نیک، خادم دین اور عمر دراز ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔ (امۃ العزیز۔ افریقہ)

---

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ

احمدی مستورات کا مذہبی اور علمی رسالہ

# مصباح ربوہ


مدیرہ ★ زیر انتظام

امۃ اللہ خورشید ★ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ

۲۳/۱ ✱ جنوری ۱۹۵۱ء مطابق صلح ۱۳۳۰ ہش ✱ نمبر ۱۰


مصباح کے متعلق

## حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے سلمہ اللہ

مدیرہ کو تحریر فرماتے ہیں۔

یہ امر خوشی کا موجب ہے۔ کہ آپ کی نگرانی میں مصباح نے اچھی ترقی کی ہے۔ خدا اس ترقی کو مزید ترقی عطا فرمائے اور آپ کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین

## فہرست مضامین


نظم : حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ 2

شذرات : مدیرہ 3

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام محترمہ حضرت ام داؤد احمد صاحب 5

احادیث النبی صلے اللہ علیہ وسلم 6

معلومات 7

نوائے سروش : محترم مولانا مصلح الدین احمد صاحب راجیکی 8

اسلام سے قبل عورت کی حیثیت : حضرت سیدہ بشریٰ بیگم حرم رابع حضرت المصلح موعود ایدہ اللہ 9

زبوں حال کشمیر۔ محترمہ فرخندہ اختر اہلیہ محمود اللہ شاہ صاحب چنیوٹ 11

ساحل راوی پر اک شام۔ محترم ثاقب زیروی صاحب 20

اے میرے پیارے پتا تو کسطرح خوشنود ہو گی محترمہ نصیرہ نزہت صاحبہ اہلیہ بشیر الدین صاحب واقف زندگی 21

ربوہ کا قافلہ ۔ محترم قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل 27

موت کے وقت مومن کے جذبات ۔ امۃ المجید صاحبہ ایم اے لاہور 28

احمدی بچوں کی کہانیاں ۔ جان الیگزنڈر ڈوئی کی کہانی (از فاروقی صاحب) 33

جلسہ سالانہ 35

انمول موتی محترمہ محمودہ صاحبہ 38

خسرہ : امۃ الرحمان صاحبہ ربوہ 39

کشیدہ کاری : امۃ اللطیف صاحبہ 40


شیخ خورشید احمد صاحب شاد پرنٹر و پبلشر نے پنجاب الیکٹرک پریس مال روڈ لاہور سے چھپوا کر ربوہ (ضلع جھنگ) سے شائع کیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود　　　نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

# میں دُنیا میں سب کا بھلا چاہتا ہوں

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا تازہ کلام

جو حضور ایدہ اللہ نے جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۵۰ء / ۱۳۲۹ ہش کیلئے روانہ فرمایا۔

یہ نظم یونس احمد صاحب اسلم درویش قادیان نے مورخہ ۲۶/۱۲/۵۰ بروز منگل پہلے اجلاس کے شروع میں خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی

---

بتاؤں تمہیں کیا کہ کیا چاہتا ہوں — ہوں بندہ مگر میں خدا چاہتا ہوں

میں اپنے سیہ خانۂ دل کی خاطر — وفاؤں کے خالق وفا چاہتا ہوں

جو پھر سے ہرا کردے ہر خشک پودا — چمن کیلئے وہ صبا چاہتا ہوں

مجھے بیر ہرگز نہیں ہے کسی سے — میں دُنیا میں سب کا بھلا چاہتا ہوں

وہی خاک جس سے بنا میرا پُتلا — میں اس خاک کو دیکھنا چاہتا ہوں

نکالا مجھے جس نے میرے چمن سے — میں اس کا بھی دل سے بھلا چاہتا ہوں

مرے بال و پر میں وہ قوت ہے پیدا — کہ لیکر قفس کو اُڑا چاہتا ہوں

کبھی جس کو رشیوں نے مُنہ سے لگایا — وُہی جام اب میں پیا چاہتا ہوں

رقیبوں کو آرام و راحت کی خواہش — مگر میں تو کرب و بلا چاہتا ہوں

دکھائے جو ہر دم ترا حُسن مجھ کو

مری جاں میں وہ آئینہ چاہتا ہوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# شذرات

## ہمارا سالانہ جلسہ ۔ ربوہ

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دسمبر ۵۸ء کے آخری ایام میں جماعت احمدیہ کے پاکستانی مرکز ربوہ میں ہمارا سالانہ جلسہ بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔ شدت کی سردی اور جگہ کی تنگی کے باوجود ہزارہا مہمان بہنوں اور بھائیوں نے دور دراز علاقوں سے جلسہ میں شرکت کی ۔ اور سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے ایمان افروز ارشادات اور دیگر اہل علم بہنوں اور بھائیوں کے علمی معلومات سے مستفید ہوئے ۔ مستورات کا جلسہ علیحدہ بھی ہوتا رہا ۔ اور متعدد مفید تقاریر مردانہ جلسہ سے بھی سنی گئیں ۔ اس سال لاؤڈ سپیکر کا انتظام نہایت اعلیٰ تھا جس کے لئے منتظمین تمام سامعین کے شکریہ کے مستحق ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اتنے بڑے مجمع میں قیام و طعام کی دقتوں کے باوجود کوئی حادثہ پیش نہیں آیا ۔ اور سارا انتظام بطریق احسن اختتام پذیر ہوا ۔ اس میں جہاں متعدد کارکنوں کی قربانی اور ایثار کا دخل ہے وہاں پر باہر سے آنے والی بہنوں اور بھائیوں کے اس جذبہ کا بھی بڑا دخل ہے ۔ کہ ہم مہمان نہیں ہیں ۔ بلکہ ہم اپنے مرکز میں میزبان کی حیثیت رکھتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنے اپنے حسن عمل اور نیک نیتی کا اجر عطا فرمائے ۔ آمین ۔

ہمارا سالانہ جلسہ ایک روحانی اجتماع ہے ۔ اور اسکے فوائد بھی روحانی ہیں ۔ اس موقعہ پر قلوب میں جلا پیدا ہوتا ہے ۔ اور ارواح آستانہ ایزدی پر سجدہ کناں ہوتی ہیں ۔ خدا تعالیٰ کے زندہ نشانوں کو دیکھکر ایمان تازہ ہوتا ہے ۔ مبارک ہیں وہ بہنیں جنہیں سالانہ جلسہ میں شمولیت کی توفیق ملی اور انہوں نے اس شمولیت کے مقصد کو پورا کیا ۔ جو بہنیں گذشتہ جلسہ پر مرکز سلسلہ میں نہیں آسکیں ۔ انہیں ابھی سے پختہ عزم کر لینا چاہیئے ۔ کہ اس سال دسمبر کے آخری ایام میں جلسہ سالانہ میں ضرور شریک ہوں گی ۔ اللہ تعالیٰ سب کو توفیق بخشے ۔ آمین !

## دائمی مرکزِ سلسلہ قادیان میں جلسہ سالانہ

اس سال بھی قادیان میں ۲۶ - ۲۷ - ۲۸ دسمبر ۵۸ء کو سالانہ جلسہ منعقد ہوا ۔ واجب الاحترام درویشان قادیان کے علاوہ عشاق احمدیت کی ایک خاصی تعداد اطراف ہند سے اس موقعہ پر جمع ہوگی ۔ ایک سو کے قریب پاکستانی احمدی بھی شریک جلسہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوئے۔ قادیان کا ان ایام کا سالانہ جلسہ عجیب کیف انگیز ہوتا ہے۔ جذبات کی فراوانی اور اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کے وعدوں پر یقین کے روح پرور نظارے اس مقدس اور پاکیزہ فضا میں ایسی کیفیت پیدا کرتے ہیں۔ جن سے بہرہ اندوز تو ہوا جا سکتا ہے۔ مگر انہیں الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ روزنامہ الفضل کے نامہ نگار خصوصی نے جلسہ سالانہ کے کوائف شائع کئے ہیں۔ اس سال قادیان کے سالانہ جلسہ میں پاکستان سے بعض خواتین بھی شریک ہوئی تھیں۔ خواتین کے لئے باپردہ نشست کا علیحدہ انتظام تھا۔ تینوں دن علماء ربانی کی ایمان افروز تقاریر اور مذہبی معلومات سے لبریز لیکچروں سے سماں بندھا رہا۔ غیر مسلم ہندو اور سکھ بھی کافی تعداد میں شریک جلسہ ہوتے رہے۔ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ نے قادیان کے سالانہ جلسہ کے لئے جو تازہ نظم رقم فرمائی تھی۔ اس کے پڑھے جانے پر سامعین سراپا گداز نظر آتے تھے۔ اس جلسہ میں حضور کی عدم شرکت کا احساس تو پہلے ہی ہر لمحہ دلوں میں کسک پیدا کر رہا تھا۔ اس نظم نے اسے اور بھی دلدوز بنا دیا۔ سب احمدی سراپا دعا تھے۔ کہ خدا تعالیٰ ان ایام ہجرت کو جلد ختم کر کے مرکز سلسلہ کا پھر عظیم الشان ترقیات کا دور شروع فرما دے۔ آمین!!

اگر حقیقت بین نگاہیں ذرا بھی توجہ کریں۔ تو وہ قادیان کے سالانہ جلسہ سے احمدیت کی صداقت کو فوراً معلوم کر سکتی ہیں۔ ۱۹۴۷ء کے مشرقی پنجاب کے فسادات میں قادیان ایک چٹان ثابت ہوا۔ وہاں کے مقدس جاں نثار درویش اسلام کے جھنڈے کو آخر تک تھامے رہے۔ قادیان کے منارۃ المسیح سے پانچ وقت اذانیں گونجتی رہیں۔ اور اب اس علاقے میں یہاں سے ہی اشاعت اسلام کے سامان روز بروز ترقی کر رہے ہیں۔ اگر یہ سچ ہے۔ کہ ؏ اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

تو یہ بھی سچ ہے۔ کہ مشرقی پنجاب کی کربلا کے بعد اسلام کی زندگی اور ترقی کا سامان قادیان میں ہی ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ جلد وہ دن لائے جب اکناف عالم پر پرچم اسلام لہرا رہا ہو۔ آمین!!!

# تیسری عالمگیر جنگ

دنیا روسی اور امریکی و برطانوی دو بلاکوں میں منقسم ہو چکی ہے۔ یاجوج و ماجوج کی ان دونوں طاقتوں کا تصادم ناگزیر ہے۔ الٰہی نوشتوں میں ان کے باہم جنگ و قتال اور بگھلنے کی خبر موجود ہے۔ اور یوں بھی نئی تعمیر کے لئے پرانی عمارت کا گرانا لازمی ہوتا ہے۔ دجالی اور طاغوتی عمارتیں پیوند زمین ہوں گی۔ تب ہی توحید اور اسلام قصر عالی منار بلند ہو سکے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ "انا نأتی الارض ننقصھا من اطرافھا" کے مطابق سامان پیدا فرما رہا ہے۔ کوریا میں جو صورت پیدا ہو گئی ہے۔ وہ زود یا بدیر ان دونوں گروہوں کو لڑنے پر مجبور کرے گی۔ دونو گروہ اپنے "خیمہ بردار دوں" کے ساتھ عالمگیر جنگ کا آغاز کرنے والے ہیں۔ سیاسی مدبر کہہ رہے ہیں۔ کہ اگر تیسری جنگ ہوئی تو دنیا ختم ہو جائیگی۔ اور قیامت کا نظارہ پیدا ہو جائے گا۔ بے شک آخری زمانہ

(بقیہ صفحہ نمبر ۲۶ پر ملاحظہ ہو)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

## پیشکردہ حضرت اُمّ داؤد احمد صاحبہ ربوہ

قرآن کے سارے احکام پر چلنے اور ساری منہیات سے بچنے کی توفیق مل جاتی ہے۔ مگر میں تمہیں بتاتا ہوں۔ کہ وہ کلید اور قوت دُعا ہے، دُعا مضبوطی سے پکڑ لو۔ میں یقین رکھتا ہوں۔ اور اپنے تجربہ سے کہتا ہوں۔ کہ پھر اللہ تعالیٰ ساری مشکلات کو آسان کر دیگا۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ لوگ دُعا کی حقیقت سے ناواقف ہیں۔ اور وہ نہیں سمجھتے۔ کہ دعا کیا چیز ہے۔ دُعا یہی نہیں۔ کہ چند لفظ منہ میں بڑبڑائے۔ یہ تو کچھ بھی نہیں۔

دُعا اور دعوت کے معنے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو اپنی مدد کیلئے پکارنا۔ اور اس کا کمال۔ دردِ دل اور جلن اور سوز کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے۔ اور اس کو پکارے۔ ایسا کہ اس کی روح پانی کی طرح ہو کر آستانہٗ الوہیت پر بہ نکلے یا جس طرح پر کوئی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے۔ اور دوسرے لوگوں کو اپنی مدد کے لئے پکارتا ہے، تو دیکھتے ہو کہ اس کی پکار میں کیا انقلاب اور تغیّر ہوتا ہے اور اس کی آواز ہی میں درد بھرا ہُوا ہوتا ہے جو دوسروں کے رحم کو جذب کرتا ہے۔ اسی طرح وہ دُعا، جو اللہ تعالیٰ سے کی جاوے، اس کی آواز، اس کا لب و لہجہ اور ہی ہوتا ہے، اسمیں وہ رقت اور درد ہوتا ہے جو الوہیت کے چشمۂ رحم کو جوش میں لاتا ہے، اس دعا کے وقت آواز ایسی ہو۔ کہ سارے اعضاء اس سے متأثر ہو جائیں۔ اور زبان میں خشوع و خضوع ہو دل میں درد ہو اور رقّت ہو۔ اعضاء میں انکسار اور رجوع الی اللہ ہو۔ اور پھر سب سے بڑھکر اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم پر کامل ایمان اور پوری امید ہو۔ اسکی قدرتوں پر ایمان ہو۔ ایسی حالت میں جب آستانۂ الوہیت پر گریگا۔ نامراد واپس نہ ہوگا۔ چاہیئے کہ اس حالت میں بار بار حضور الٰہی میں عرض کرے۔ کہ میں گنہگار ہوں۔ اور کمزور ہوں۔ تیری دستگیری اور فضل کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا۔ تو آپ رحم فرما اور مجھے گناہوں سے پاک کر۔ کیونکہ تیرے فضل و کرم کے سوا کوئی اور نہیں ہے۔ کہ جو مجھے پاک کرے۔

جب اس قسم کی دعا میں مداومت کرے گا۔ استقلال اور صبر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل اور تائید کا طالب رہیگا۔ تو کسی نامعلوم وقت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نُور اور سکینت اس کے دل پر نازل ہوگی۔ جو دل سے گناہ کی تاریکی دور کر دے گی۔ اور غیب سے ایک طاقت عطا ہوگی۔ جو گناہ سے بیزاری پیدا کر دے گی۔ اور وہ ان سے بچیگا۔ اس حالت میں دیکھیگا۔ کہ میرا دل جذبات اور نفسانی خواہشوں کا ایسا اسیر اور گرفتار تھا۔ کہ گویا ہزاروں ہزار زنجیروں میں جکڑا ہُوا تھا۔ جو بے اختیار اُسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کھینچ کر گناہ کی طرف لیجاتے تھے، یا ایک دفعہ وہ سب زنجیر ٹوٹ گئے ہیں۔ اور آزاد ہوگیا ہے۔ اور جیسے پہلی حالت میں گناہ کی طرف ایک رغبت اور مشاہدہ کریگا۔ کہ وہی رغبت اور رجوع اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔ گناہ سے محبت کی بجائے نفرت اور اللہ تعالیٰ سے وحشت اور نفرت کی بجائے محبت اور کشش پیدا ہوگی۔ (تقریروں کا مجموعہ صہ۵۱)

# احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب مینہ برستا دیکھتے۔ تو فرماتے (اللّٰھُمَّ صَیِّبًا نَافِعًا) (اے اللہ) فائدہ دینے والا پانی برسا (بخاری)

۲۔ حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اس مرض میں جس میں وفات ہوئی۔ یہ فرمایا کہ "اللہ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے۔ اُنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا" حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں، اگر یہ خیال نہ ہوتا۔ تو آپ کی قبر ظاہر کردی جاتی۔ مگر مجھے خوف ہے۔ کہ کہیں وہ بھی سجدہ گاہ نہ بنالی جائے۔

۳۔ اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اُنہوں نے کہا۔ یا رسول اللہ ہم جہاد کو بڑی عبادت سمجھتے ہیں، پس کیا ہم لوگ جہاد نہ کریں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ بلکہ عمدہ جہاد تمہارے لئے حج مبرور ہے۔

۴۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔ کہ سب سے پہلا کام جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ میں آتے ہی کیا۔ یہ تھا کہ آپ نے وضو کیا۔ پھر طواف فرمایا۔ اس کے بعد آپ کا کوئی عمرہ نہیں ہوا۔ پھر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے اسی قسم کا حج کیا۔

۵۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ پانچ جانور ایسے موذی ہیں۔ کہ وہ حرم میں بھی قتل کردیئے جائیں۔ کوا۔ چیل۔ بچھو، چوہا، کاٹنے والا کتا۔

۶۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت معاویہ کی ماں ہند نے یہ عرض کی کہ ابوسفیان بخیل آدمی ہیں۔ اگر میں ان کے مال سے کچھ پوشیدہ طور پر لے لیا کروں۔ تو کیا مجھ پر کچھ حرج ہے؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں تم اور تمہارے بیٹے اس قدر لے لیا کرو۔ جو تمہیں دستور کے موافق کافی ہو جائے"

۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کو سب سے زیادہ ناپسندیدہ وہ شخص ہے۔ جو سخت جھگڑالو ہو۔

## ترسیل زر اور انتظامی امور کے متعلق مدیرہ مصباح سے خط و کتابت کریں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# معلومات

ماہ نومبر ۱۹۵۰ء میں حضرت ام داؤد احمد صاحب کے ارسال کردہ عام معلومات سے متعلق اکتالیس سوالات شائع کئے جا چکے ہیں۔ ماہ دسمبر کے پرچہ میں عدم گنجائش کی وجہ سے ان کے جوابات شائع نہیں کئے گئے۔ اب مزید ۲۹ سوالات شائع کئے جا رہے ہیں۔ آئندہ شمارہ میں ان کے جوابات شائع کئے جائیں گے۔ انشاء اللہ

۴۲۔ منارۃ المسیح کی بنیاد کب اور کیوں رکھی گئی؟

۴۳۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند ایک مشہور سفروں کا نام بتائیں۔ نیز سب سے لمبا سفر کونسا تھا؟

۴۴۔ لیکھرام، آتھم، ڈوئی کے متعلق آپ کیا جانتی ہیں؟

۴۵۔ سرمہ چشم آریہ کی تالیف پر روشنی ڈالیں؟

۴۶۔ المصلح الموعود کی پیشگوئی کب اور کہاں کی گئی؟

۴۷۔ بشیر اول کون تھے؟

۴۸۔ کتاب منن الرحمٰن کا موضوع بحث کیا ہے؟

۴۹۔ مندرجہ ذیل اصحاب کے متعلق کیا جانتی ہیں؟

(۱) مولوی عبداللطیف صاحب شہید (۲) حضرت مولوی عبدالکریم صاحب (۳) سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراس (۴) مولوی برہان الدین صاحب (۵) حکیم فضل الدین صاحب (۶) منشی اروڑا صاحب، (۷) چوہدری رستم علی صاحب۔

۵۰۔ ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب کون تھے؟

۵۱۔ جنگ جمل پر روشنی ڈالیں؟

۵۲۔ جنگ صفین کیا تھی؟

۵۳۔ جنگ نہروان کے متعلق کیا جانتی ہیں؟

۵۴۔ مسلمانوں نے سب سے پہلے کون سے شہر آباد کئے؟

۵۵۔ پانچ صوفیائے کرام کے نام لکھیں؟

۵۶۔ مسلمانوں نے ہندوستان پر سب سے پہلا حملہ کب کیا۔ اور کس کی سپہ سالاری میں؟

۵۷۔ سپین میں اسلامی حکومت کے متعلق آپ کیا جانتی ہیں؟

۵۸۔ مسلمانوں کی فتوحات کا سلسلہ کب ختم ہوا؟

۵۹۔ محمد بن قاسم کے متعلق آپ کیا جانتی ہیں؟

۶۰۔ خالد بن ولید کے متعلق بیان کیجئے؟

۶۱۔ یورپ کی موجودہ تہذیب پر اسلام کی تہذیب کا کیا اثر پڑا؟

۶۲۔ خلافت راشدہ کا دور کتنے سال رہا۔ اس کے بعد کون سا سلسلہ خلافت شروع ہوا؟

۶۳۔ جہاد کی کیا تعریف ہے؟

۶۴۔ کیا غلامی زمانہ جاہلیت کی یادگار نہیں؟

۶۵۔ تعدد ازدواج کا مسئلہ استثناء کی حیثیت رکھتا ہے؟ یا اصل کی؟

۶۶۔ خلیفہ اللہ تعالیٰ بناتا ہے۔ اس کے متعلق کیا دلائل ہیں؟

۶۷۔ سود کی تعریف کیجئے؟

۶۸۔ جماعت احمدیہ کے مفتی کون ہیں۔ ان سے پہلے کون تھے؟

۶۹۔ حضرت خلیفہ اول نے اپنے زمانہ خلافت میں کتنے سفر کئے؟

۷۰۔ الہام شاتان تذبحان کا کیا مطلب ہے۔ اور یہ کس طرح پورا ہوا؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# نوائے سروش

(از محترم مولوی مصلح الدین احمد صاحب وڑائچ راجیکی)

مجبوبِ دلنواز کو پاتا ھے کون، کون
کوئے وفا میں دھونی رماتا ھے کون، کون

نفسانیت کے بندِ علائق کو توڑ کر
نقشِ دوئی کو دل سے مٹاتا ہے کون، کون

افسردگیٔ شوق کے آتش کدہ میں پھر
یادِ خدا کی آگ جلاتا ہے کون، کون

منشائے ایزدی کے اشاروں کے سامنے
مثلِ ذبیح سر کو جھکاتا ہے کون، کون

فاراں سے لے کے جلوۂ یزداں کی روشنی
تیرہ دلوں کو طور بناتا ہے کون، کون

انفاسِ عیسوی کی بہاروں سے چار سُو
حُسنِ ازل کے پھول کھلاتا ہے کون، کون

مُردہ سی کائنات کو دے کر پیامِ نَو
اس کے حریمِ ناز میں لاتا ہے کون، کون

مُصلح ہوا ہے سجدۂ آدم کا ذکر پھر
دیکھیں سرِ نیاز جھکاتا ہے کون، کون

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# اسلام سے قبل عورت کی حیثیت

حضرت سیدہ بشریٰ صاحبہ حرم رابع سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

عورت کی حالت اسلام سے پہلے نہایت خطرناک تھی۔ اس کا وجود دنیا میں نہایت منحوس خیال کیا جاتا۔ اسکی آواز سے گھر بھر میں صف ماتم بچھ جاتی۔ اگر کسی گھر میں ماں مامتا کی آگ سے بے چین ہوکر اپنی بیٹی کو باپ کے ظالمانہ اقدام سے بچانے کے لئے گھر میں مشہور کر دیتی۔ کہ بیٹی کی بجائے بیٹا پیدا ہوا ہے۔ تو اُسے اس بات کو راز رکھنے کے لئے جن جن مصائب سے دوچار ہونا پڑتا۔ ان سے تاریخ بھری پڑی ہے ——

سرزمین عرب کے وحشی بیٹی کو اول تو پیدا ہوتے ہی مار ڈالتے ورنہ اگر کہیں ایسا ہو جاتا۔ کہ ماں نے اُسے آٹھ دس سال تک پوشیدہ رکھکر پرورش کر دیا۔ تو جب بھی باپ کو اس امر کا پتہ چل جاتا۔ تو وہ باپ کی حمیت، باپ کی شفقت اور رحم و کرم کے تمام جذبات بالائے طاق رکھکر اُس بیٹی کے مار ڈالنے کے درپے ہو جاتا محض ایک جھوٹی غیرت کو بھگارتے ہوئے اور جھوٹی غیرت کا ڈھونگ رچاتے ہوئے اس نازک اور حسین پھُول کو اپنے پاؤں سے مسل کر اپنا دل ٹھنڈا کر لیتا۔ اس حالت میں کہ اس کی معصوم بیٹی باپ اباپ پکار رہی ہوتی۔ اور اس سے سسکتے ہوئے بار بار کہتی۔ کہ تم مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟ گڑھے میں کیوں دھکا دینے لگے ہو۔ مجھ پر مٹی کیوں ڈالی جا رہی ہے؟ یہاں تک کہ یہ سوالات چیخ و پکار میں تبدیل ہو جاتے۔ یہ چیخ و پکار المناک داستان بن کر زمین سے آسمان تک جاتی در و دیوار، جنگل و بیابان گونج اُٹھتے۔ زمین اور آسمان کانپ کانپ جاتے۔ غرضیکہ دنیا کا ہر ذرّہ اس درد کی ٹیسیں برداشت نہ کر سکتا۔ مگر دل نہ پسیجتا۔ تو اس سنگدل اور بے رحم باپ کا جسے یہ دعوےٰ ہوتا۔ کہ وہ اس معصوم بیٹی کا باپ ہے۔

آخر کب تک یہ جور و ظلم روا رہتے؟ اس چیخ و پکار میں اور اس آہ و فغاں میں ایسی طاقت تھی۔ کہ وہ باب ربوبیت کو کھٹکھٹانے میں کامیاب ہوئی —————— خدا نے اسی سرزمین عرب میں اپنا حبیب حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مبعوث فرمایا یہ سورج عرب کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں اس آب و تاب سے چمکا۔ کہ اس اندھیرے کو نُور سے منور کر دیا۔

آنحضرت صلعم نے نہ صرف یہ کہ دختر کشی کی قبیح رسم کو روکا۔ بلکہ عورت کو ہر میدان میں بہترین جگہ دی۔ عورت اور مرد کے برابر کے حقوق گنوائے۔ آپ نے یہاں تک فرمایا کہ جو باپ اپنی دو بیٹیوں کی پرورش عمدگی کے ساتھ کریگا۔ وہ بیٹیاں قیامت کے دن اپنے باپ اور دوزخ کے درمیان روک بنیں گی۔ اور پھر مزید یہ کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بیٹی کو ایک رحمت قرار دیا۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی یہ شان تھی۔ کہ آپ اس وحشی قوم کو راہِ راست پر لائے۔ اور انہیں اس قسم کے ظلموں کے نیک وبد نتائج واضح کر کے اور خود عملی نمونہ پیش کر کے ان کو وحشیانہ طرزِ عمل سے روکا۔ عرب جیسے لوگ پرلے درجہ کے جاہل مطلق اور انتہائی درجہ کے ضدی تھے۔ انہیں قابو میں لانا کسی معمولی شخصیت کا کام نہ تھا ـــــ عورت پر یہ کتنا بڑا فضل اور احسان تھا کہ اس محبوب خدا نے اس کی حالتِ زار پر رحم کھا کر انہیں اپنا نبی بھیجا۔ جس نے آکر نہ صرف دختر کشی کو ختم کیا۔ بلکہ عورت کو ہر میدان میں کھڑے ہونے کا اہل بنایا۔ اور اسے بھی مرد کے ساتھ ساتھ فضیلت دے کر عورت کی عزت افزائی فرمائی۔

عورت کو جب ذرا دنیا میں سانس لینے اور زندہ رہنے کی مہلت ملی۔ تو وہ ایک بیکار اور معطل عضو سے زیادہ وقعت نہ رکھتی تھی ـــ اس کے ساتھ اب بھی وحشیانہ برتاؤ تھا۔ اس کا اختیار اور رہنا سہنا محدود کر دیا گیا تھا۔ لوگ یہ سمجھتے کہ عورت کا کام صرف چار دیواری کے اندر محصور رہ کر چار دیواری کی حد تک امور سرانجام دینا۔ اور ایک قوم کو پرورش کرنا ہے۔ والدین اور خاوند کے ترکہ سے لاوارث قرار دی گئی۔ اسے دونوں صورتوں میں مصیبت کا سامنا کرنا ہوتا۔ آخر آپ (آنحضرت صلعم) اس وقت بھی عورت کے آڑے آئے۔ اور آپ نے اس بات کو الم نشرح کیا کہ عورت کی حیثیت یہاں بھی ایک حقیقت رکھتی ہے آپ نے اسے والدین کے ترکہ میں سے بھی حقوق دلوائے۔

دیکھیں یہ عورت پر کتنا بڑا احسان ہے۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر کیا۔

عورت کی حالت کیا بلحاظ تمدن ومعاشرت اور کیا بلحاظ مذہب وطریقیت کے اس قدر خطرناک اور بگڑی ہوئی تھی۔ کہ اگر اسلام نہ آتا۔ تو کوئی مذہب اس کا اہل نہ تھا۔ کہ وہ اس کی اصلاح کرتا۔ اسلام میں وہ بڑی طاقت تھی۔ اور اسلام ہی ایسا عظیم الشان مذہب تھا جس نے عورت کو فرشی حیثیت سے اُٹھا کر عرشی حیثیت دی۔ اسلام کا ظہور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود سے ہُوا۔ اگر آج نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ظہور نہ ہوتا۔ تو غریب عورت کا حشر وہی ہوتا۔ جو آج سے سینکڑوں سال پہلے ہُوا کرتا تھا ـــــ اس کے وجود کو دنیا منحوس خیال کرتی۔ اسے زندہ درگور کرتی۔ اس کی چیخیں، اس کے نالے اور آہ وفغاں، واویلے راگ ہوتے ـــــ وہ باپ اور خاوند کے ورثہ سے بالکل لاوارث قرار دی جاتی۔ وہ خاوند کے نزدیک ایک ادنےٰ خادمہ کی حیثیت سے زیادہ وقعت نہ رکھتی۔ وہ ہر سوسائٹی اور ہر میدان میں عضوِ معطل سمجھی جاتی ـــــ مگر اس خدا کو یہ منظور نہ تھا جس نے روزِ ازل سے عورت اور مرد دونو کو برابر کی حیثیت قرار دیا ہُوا تھا۔ اس نے اپنی اس مخلوق کی یہ ہتک اور توہین برداشت نہ کی۔ اس نے فوراً اپنا ایلچی اور مصلح بھیج کر ... عورت کی فضیلت روشن کی۔ اور اس کے تمام حقوق دلوائے

اللھم صل علی محمد وعلی آل

محمد وبارک وسلم انک حمید

مجید ط

* * *

توسیل زر وانتظامی امور کے متعلق

مدیرہ "مصباح" سے خط وکتابت کریں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# زبُوں حالِ کشمیر

از فرخندہ اختر بیگم سید محمُود اللہ شاہ صاحب

## (پہلی قسط)

ہمالہ کے برفانی پہاڑ کشمیر کی حسین و دلفریب وادی کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں۔ کشمیر جس کا نام لیتے ہی وادئ سری نگر کے شاداب خوبصورت نظارے آنکھوں کے سامنے آ جاتے ہیں۔ سیاسیاتِ حاضرہ کا نہایت اہم مسئلہ بن چکا ہے اس کی سیاسی پیچیدگیاں اور الجھنیں نہ صرف اہلِ پاکستان بلکہ تمام دنیائے اسلام کے لئے پریشانی کا موجب بن رہی ہیں۔

یہ جنتِ ارضی ہمارا قریب ترین ہمسایہ ہے قدرت نے اسے اپنی خوبصورتی کا وافر حصہ عطا کیا ہے۔ پہاڑوں کی سفید فلک بوس چوٹیاں جن کے دامن میں سفیدے اور چنار کے درخت عجیب بہار دکھاتے ہیں، پُرفضا باغات، رنگ برنگ کے پھُول سبز مخملی گھاس، بل کھاتے ہوئے ندی نالے، نہایت ہی دلنشین و دلفریب ہیں۔ یہاں کی خوشگوار آب وہوا، کشادہ مرغزار، صاف وشفاف پانی کی خوبصورت جھیلیں، زمانہ ہائے دراز سے سیاحوں کی توجہ کا مرکز بنی رہی ہیں۔ کشمیر کا زعفران، اس کے پھل اور دستکاریاں دُنیا بھر میں مشہور ہیں۔ اس کے پہاڑوں کا دامن معدنی دولت سے مالا مال ہے۔

یہ ملک کوہستانِ ہمالیہ میں ایک بہت بڑے رقبہ میں پھیلا ہُوا ہے۔ جموں کا میدانی علاقہ بھی اسمیں شامل ہے اور گلگت اور یاغستان بھی اس سے متعلق ہے۔ بلحاظ وسعت یہ ریاست ہند و پاکستان میں سب سے بڑی ریاست ہے۔ اس کی سرحدیں ایشیاء کے پانچ بڑے اور اہم ملکوں سے ملتی ہیں۔ شمال میں روس اور چین سے، جنوب اور جنوب مشرق میں پاکستان سے، مغرب میں افغانستان سے اور مشرق میں سوائے تحصیل پٹھانکوٹ کے تبت سے۔ ریاست کی آبادی ۱۹۳۱ء کی مردم شماری کے مطابق 56 لاکھ تھی۔ ۱۹۴۱ میں 40 لاکھ جن میں سے 30 لاکھ مسلمان ہیں۔

یہ دلکش وادی صدیوں سے اسلامی تہذیب و تمدن کا گہوارہ بنی رہی ہے۔ چودھویں صدی عیسوی میں کشمیر کے خود مختار حاکم مسلمان تھے، رعایا خوشحال تھی۔ اور ترقی کی راہ پر گامزن، سولھویں صدی میں مغل اس کے حکمران ہُوئے۔ اور دو سو سال تک یہ ریاست ان کی سلطنت کا حصہ رہی۔ یہ زمانہ کشمیر کی تاریخ کا سنہری زمانہ تھا مغل شاہنشاہ خصوصًا جہانگیر اور شاہجہان ہند کے تپتے ہوئے میدانوں کو خیرباد کہہ کر موسم گرما یہاں گزارا کرتے تھے۔ انہوں نے کشمیر میں چنار کے درخت نصب کرائے۔ قابلِ رشک عمارات تعمیر کیں اور بے نظیر باغات (نشاط، شالامار وغیرہ) لگوائے۔ جن کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کھنڈر آج بھی سیاحوں کو محوِ حیرت کر دیتے ہیں۔ مقامی صنعت کو چار چاند لگے بخصوصاً پٹو۔ نمدے۔ شالیں اور لکڑی کا کام لاجواب تھا جب سلطنت مغلیہ کا زوال شروع ہوا۔ تو تمام ملک کا نظام درہم برہم ہو گیا۔ مطلق العنانی کا دور دورہ تھا۔ سکھوں نے اس طوائف الملوکی اور مسلمانوں کی کمزوری اور پھوٹ سے فائدہ اٹھایا۔ اور تمام پنجاب کے حاکم بن گئے چنانچہ ۱۸۱۹ء میں کشمیر پر بھی رنجیت سنگھ کا قبضہ ہو گیا۔ سکھوں کے زمانہ میں اس وادی کی حالت نہایت دگرگوں تھی۔ "سکھا شاہی" کے ظلم و جبر کی کہانیاں زبان زد خلق ہیں۔ اس عہد نامسعود میں کشمیریوں کو جن حالات سے دوچار ہونا پڑا۔ اس کا تصور بھی تکلیف دہ ہے۔ سکھ حاکم کشمیریوں کے لئے ان جونکوں کی مانند تھے۔ جو ان کا خون چوس کر پل رہی ہوں۔ رنجیت سنگھ کی وفات کے بعد سکھوں کی سلطنت میں بدنظمی پھیل گئی۔ سکھ فوج نے ملک بھر میں ابتری اور لاقانونی پھیلائی۔ بالآخر سکھ سرداروں کی نااتفاقیاں رنگ لائیں۔ اور انگریزوں کو اس علاقہ میں لانے کا باعث ہوئیں۔

سکھوں کو پہلی جنگ میں جو انگریزوں سے لڑی گئی شکست فاش ہوئی اور ۱۸۴۶ء میں عہد نامہ لاہور کی رو سے صلح ہو گئی، اس عہد نامہ کی ایک شرط یہ تھی۔ کہ سکھ ۱½ کروڑ روپیہ بطور تاوانِ جنگ ادا کریں۔ سکھوں کے پاس صرف ۵۰ لاکھ روپیہ تھا۔ باقی ایک کروڑ کی رقم کو پورا کرنے کے لئے سات روز بعد عہد نامہ امرتسر عمل میں آیا۔ درحقیقت یہ سکھوں کی فوجی طاقت کو نقصان پہنچانے اور مہاراجہ گلاب سنگھ کو سکھوں سے غداری کے صلہ میں انعام دینے کے لئے تھا۔ تاریخ میں یہ عہد نامہ امرتسر کے نام سے مشہور ہے۔ اس عہد نامہ کی رو سے انگریزوں نے گلاب سنگھ ڈوگرے کو اس تمام علاقہ کا حاکم بنا دیا۔ جو مغرب میں دریائے سندھ اور مشرق میں دریائے راوی تک پھیلا ہوا ہے شروع میں کانگڑہ، منالی اور کلو کا علاقہ بھی شامل تھا۔ لیکن بعد میں ۲۵ ہزار روپیہ چھوڑنے پر یہ حصہ واپس لے لیا گیا۔ غرضیکہ ۷۵ لاکھ روپیہ نانک شاہی (جو ہمارے ۵۰ لاکھ کے برابر ہے) کے عوض کشمیر کا سودا ہوا۔ یہ سودا کشمیر کا سودا نہ تھا۔ بلکہ بیس لاکھ مسلمانوں کی آزادی و حریت کا سودا تھا۔ تاریخ میں شاید ہی ایک پوری قوم کو اتنے سستے داموں فروخت کیا گیا ہو۔ یہ رسوائے عالم "بیع نامہ" انگریزوں کے دامن پر ایک بدترین دھبہ ہے۔ علامہ اقبال نے بھی اسی کے متعلق کہا ہے ؎

دہقان و کشت و جوئے و خیاباں فروختند
قومے فروختند و چہ ارزاں فروختند

یہ انسانیت سوز بیع نامہ کشمیریوں کے علم کے بغیر ان کے وطن سے دور عمل میں لایا گیا۔ اور یوں ۱۸۴۶ء سے کشمیر میں ڈوگرہ راج کا آغاز ہوا۔

لفظ ڈوگرہ کا اطلاق ان لوگوں پر ہوتا ہے، جو جموں جیسی پہاڑیوں کے باشندے ہیں۔ ان کے نام عموماً سکھوں کے ناموں سے ملتے ہیں۔ جیسے ہری سنگھ پرتاب سنگھ وغیرہ۔ اور ناواقف لوگ اس اسمی مشابہت سے ان کو سکھ تصور کرتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ سوائے لفظ سنگھ کی مشارکت کے ان دونوں قوموں میں بڑا تفاوت ہے۔ ان دونوں کے تمدن، مذہبی عقائد اور رسوم بالکل ہی مختلف ہیں۔ لیکن ایک بات میں ان دونوں قوموں کے لوگ ہم آہنگ ہیں۔ جسطرح سکھ اپنی وحشت اور بربریت کے لئے بدنام ہیں۔ اسی طرح ڈوگرے بھی اپنی سفاکی اور بہیمیت کیلئے رسوائے عالم ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مہاراجہ گلاب سنگھ کشمیر کا پہلا ڈوگرہ حکمران تھا۔ یہ ریاست گلگت کو ملا کر ۸۰ ہزار مربع میل پر مشتمل ہے۔ اور سیاسی اور فوجی نقطہ نگاہ سے بھی بہت اہم ہے، انتظامی سہولت کے لئے کشمیر کو تین حصوں میں منقسم کیا گیا تھا (۱) صوبہ سرحد یعنی لداخ اور گلگت، (۲) صوبہ جموں اور (۳) پونچھ مہاراجہ گلاب سنگھ پرلے درجہ کا لالچی اور ظالم تھا۔ کہتے ہیں کہ یہ کوئی بات بغیر نذرانہ کے نہ سنتا۔ چاہے وہ ایک روپیہ ہی کیوں نہ ہو۔ ظالم وسفاک اس قدر تھا کہ پونچھ کے چند زندہ آدمیوں کی کھالیں کھچوا دیں۔ کیونکہ انہوں نے اسکی حکومت ماننے سے انکار کیا تھا۔

گلاب سنگھ کے بعد اس کا بیٹا رنبیر سنگھ گدی نشین ہوا۔ اور اس کے بعد پرتاب سنگھ لیکن یہ تمام مطلق العنانی اور ظلم ڈھانے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جاتے رہے۔

ڈوگرہ راج میں کشمیری مسلمانوں کی حالت بد سے بدتر ہوتی چلی گئی۔ سکھ صرف انسانوں کا خون چوستے تھے۔ لیکن یہ جونکیں ان بے جان چیزوں سے بھی چمٹی ہوئی تھیں۔ جہاں سے کسی آمدنی کی امید تھی۔ ٹیکس اس قدر زیادہ تھا۔ کہ غریب کشمیریوں کی کمر بوجھ سے نہ اٹھ سکتی تھی۔ فصل تیار ہونے سے پہلے ہی مہاراج کے ملازم لگان وصول کرنے کے لئے دیہاتوں میں پہنچ جاتے۔ اور چونکہ انہیں کئی ماہ سے تنخواہ نہ ملی ہوتی۔ وہ مالیہ اکٹھا کرنے اور اپنا خرچ نکالنے کے لئے بے زبان کسانوں پر انتہائی ظلم کرتے۔ یہ لگان بھی بہت زیادہ ہوتا اسی وجہ سے کشمیر کے محنتی کسان ہمیشہ غربت و ناداری کی زندگی بسر کرتے۔ غرضیکہ ٹیکس بھی عجیب قسم کے ہوتے۔ اور ان کو وصول کرنے والوں کے اختیارات بھی غیر محدود ہوتے۔ غریب مسلمان دم نہ مار سکتے تھے،

ڈوگرہ عہد میں ٹیکسوں کے علاوہ سب سے بڑا ظلم بیگار لینا تھا۔ لوگ اپنی مرضی کے خلاف غلاموں کی طرح گھر سے نکالے جاتے، اور گلگت ولداخ کے دور دراز علاقوں میں بوجھ اٹھانے کے لئے بھیجے جاتے۔ غریبوں کے لئے یہ مصیبت قیامت سے کم نہ ہوتی۔ گھر میں اناج کا دانہ نہیں۔ اور محنت مزدوری کرنے والا زبردستی ہانک کر بطور بیگاری بھیجا جا رہا تھا۔ کئی بار یوں ہوتا۔ کہ بدقسمت بیگاری جب گھر آتا۔ تو بیوی بچوں کو نہ پاتا۔ کیونکہ غربت اور فاقوں نے انہیں دکھ بھری زندگی سے نجات دلا دی ہوتی۔

گلگت کا نام کشمیریوں کے لئے پیغام اجل سے کم نہ تھا۔ ان کی آنکھوں میں گلگت کی برفانی سڑک کے ہولناک نظارے پھر جاتے جہاں کئی بے گور وکفن لاشیں ڈوگرہ سپاہیوں کی سفاکی کی داستانیں زبان حال سے سنا رہی ہوں۔ اکثر بیگار موسم گرما میں لی جاتی۔ جبکہ کسانوں کا اپنے کھیتوں میں ہونا نہایت ضروری تھا۔ لیکن ریاست کے ملازم باز کی طرح جھپٹتے اور شکار لے کر یہ جا۔ وہ جا۔ ان دنوں سرکاری افسروں کی پانچوں گھی میں ہوتیں کیونکہ آسودہ حال لوگ پولیس کو رشوت دے کر اپنا دامن چھڑاتے۔ پولیس کے اختیارات نہایت وسیع تھے۔ اور عوام کا کوئی پرسان حال نہ تھا۔ چنانچہ اکثر کشمیری مسلمان ہجرت کر گئے۔

ڈوگرہ مہاراجے اپنی تنگ نظری اور مذہبی تعصب کے لئے ہمیشہ بدنام رہے۔ مسلمانوں سے جانوروں کا سا سلوک کرتے صرف اس لئے کہ وہ مسلمان تھے۔ مہاراجہ پرتاب سنگھ کے متعلق مشہور ہے۔ کہ وہ بہت متعصب تھا۔ اور اگر کوئی مسلمان اس قالین کو ہاتھ لگا دیتا۔ جس پر وہ بیٹھا ہوا ہو۔ تو وہ اپنے حقے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو توڑ دیتا۔ اور خود جا کر غسل کرتا۔ اگر صبح سویرے کوئی مسلمان نظر آجاتا۔ تو آفت برپا ہو جاتی۔ مسلمانوں کی مسجدیں اور مقدس مقامات جو سکھوں نے چھین لئے تھے۔ ان پر بھی ڈوگرہ حکومت کا قبضہ تھا۔ گائے کا ذبح کرنا قانونی جرم تھا۔ گائے ذبح کرنے کی سزا شروع میں دس سال قید با مشقت تھی۔ لیکن بعد میں سات سال تک مقرر کی گئی۔ اگر کوئی ہندو اسلام قبول کر لیتا۔ تو اسے تمام حقوق ملکیت سے دست بردار ہونا پڑتا۔ اور اس کی جائیداد اس کے ہندو بیوی بچوں کو دیجاتی۔

ریاستی مسلمانوں کی تعلیمی حالت نہایت پسماندہ تھی۔ مہاراجہ پرتاب سنگھ کے زمانے میں شاذ و نادر ہی کوئی پڑھا لکھا مسلمان نظر آتا۔ سینکڑوں گاؤں ایسے ہوتے۔ کہ وہاں کوئی کشمیری مسلمان اپنا نام پڑھنا یا لکھنا نہ جانتا تھا۔ اس جہالت کی ذمہ داری بھی ریاست پر تھی۔ سکول اور کالج برائے نام تھے۔ اور ایک آدھ جو تھا بھی۔ وہاں ایسی رکاوٹیں ڈالی جاتیں۔ کہ مسلمانوں کے بچے تعلیم نہ حاصل کر سکتے۔ مسلمانوں کو اپنی جہالت کا احساس تھا۔ چنانچہ ۱۹۱۶ء میں انہوں نے مطالبہ کیا۔ کہ ان کو تعلیم حاصل کرنے کے لئے سہولتیں مہیا کی جائیں۔ اس پر ایک ماہر تعلیم کو مقرر کیا گیا۔ کہ وہ حالات کا جائزہ لے کر اپنی رپورٹ اور سفارشات پیش کرے۔ رپورٹ مکمل ہونے پر مہاراج نے منظوری دے دی۔ لیکن وزیروں نے اسے ایسا دبایا۔ کہ آج تک علم نہیں ہو سکا۔ کہ اس کا کیا حشر ہوا۔ اور بدقسمت کشمیری مسلمانوں کی حالت ویسی ہی رہی۔ تعلیم کا فقدان اقتصادی بدحالی کا پیش خیمہ ہے،

مسلم عوام کی غربت کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ ان کے پاس سوائے تن ڈھانکنے کو سوائے چیتھڑوں کے اور کوئی لباس نہیں۔ موسم گرما میں وہ کھیتوں میں محنت مشقت کر کے جو کچھ کماتے ہیں۔ وہ ٹیکس اور حکام کی نذر ہو جاتا ہے۔ پھر موسم سرما میں بیکاری اور فاقہ کشی کا بھیانک دیو منہ کھولے سر پر کھڑا ہوتا ہے۔ بعض پنجاب یا دوسرے صوبوں میں محنت مزدوری کے لئے چلے جاتے ہیں۔ زمیندار طبقے کی ۷۰ فیصدی آبادی مقروض ہوتی ہے۔ یہ قرض جو ہندو ساہوکار سے لیا جاتا ہے۔ کبھی بھی ادا نہیں ہوتا۔ اور یہ لوگ تمام عمر نادار اور عسرت کی زندگی بسر کرتے ہیں۔

تعلیم کی کمی کی وجہ سے سرکاری ملازمتوں میں ان کا کوئی حصہ نہ تھا۔ اگر کوئی لائق پڑھا لکھا مسلمان کسی عہدے کے لئے کوشش بھی کرتا۔ تو اس کی درخواست اس بنا پر رد کر دی جاتی۔ کہ وہ مسلمان تھا۔ انتظامی عہدے تقریباً سو فیصدی غیر مسلموں کے ہاتھ تھے۔ سو سال کے عرصے میں ۲۸ وزیر اعظم ہوئے ہیں۔ لیکن ان میں سے ایک بھی مسلمان نہ تھا۔ فوجی ملازمتوں کے دروازے بھی ان پر بند تھے کیونکہ ڈوگرہ مہاراجوں کے خیال میں وہ مسلمان جو ایک صدی پیشتر اپنے ملک کے خود مختار حاکم تھے۔ فوج میں بھرتی ہونے کے نا اہل تھے۔

قصہ مختصر ڈوگرہ حکومت لازماً ہندو راج تھا۔ مسلمانوں کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ جہالت و غربت انتہا کو پہنچی ہوئی تھی۔ ان سے نہایت غیر منصفانہ سلوک کیا جاتا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ریاستی قانون میں بھی امتیاز برتا جاتا۔ چند برس پیشتر برہمن کو موت کی سزا نہ دی جا سکتی۔ چاہے وہ کتنے انسانوں کا قاتل ہوتا۔ ہندو راجپوتوں کو بغیر لائسنس کے اسلحہ رکھنے کی اجازت تھی۔ لیکن مسلمانوں کو لائسنس بھی بمشکل ملتا۔ کشمیر کی اس حالتِ زار کو دیکھ کر علامہ اقبال نے کہا تھا ؎

آج وہ کشمیر ہے محکوم و مجبور و فقیر
کل جسے اہلِ نظر کہتے تھے ایرانِ صغیر

سنہ 1925ء میں مہاراجہ پرتاب سنگھ کی وفات کے بعد اس کا بھتیجہ ہری سنگھ ڈوگرہ خاندان کا موجودہ چشم و چراغ جو خدا کرے آخری ثابت ہو۔ حکمران ہوا۔ اس زمانے میں ہندوستان میں سیاسی ہل چل مچی ہوئی تھی۔ ہندوستانی برطانوی راج کی غلامی کے جوئے کو اتار پھینکنے کے لئے بیچین تھے۔ قدرتی طور پر اس کا اثر ریاست کشمیر پر بھی ہوا۔ چند ایک نوجوان جو ریاست سے باہر آزاد فضا میں تعلیم حاصل کر چکے تھے۔ اپنے کشمیری مسلمان بھائیوں کی زبوں حالی کو دیکھ کر دل ہی دل میں کڑھتے۔ وہ غم و غصہ اور نفرت و حقارت کے ملے جلے جذبات کے ساتھ ظالم و خونخوار راجہ کے چنگل سے رہائی حاصل کرنے کے خواہاں تھے۔ عوام میں بھی سیاسی بیداری پیدا ہونے لگی۔ یہ لاوا ایک صدی سے اندر ہی اندر پک رہا تھا۔ سنہ 1931ء میں اس نے حرکت کی۔ اور اس تیزی سے بہہ پڑا۔ کہ ڈوگرہ راجہ اور اس کے ہندو افسر حیران و ششدر رہ گئے۔

اس سے قبل بھی مسلمانوں نے اپنی غلامی کی زنجیروں کو کاٹنے کی ایک دو بار ناکام کوشش کی تھی۔ چنانچہ سنہ 1924ء میں اس وقت کے وائسرائے لارڈ ریڈنگ جب کشمیر آئے، تو بعض مسلمانوں نے ہمت کر کے ایک یادداشت پیش کی لیکن اس کا کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ ہاں اس کے پیش کرنے والے جلاوطن کئے گئے۔ ان کی جائیدادیں ضبط کی گئیں بعض قید کر لئے گئے۔ اور شورش بپا کرنے والے سختی سے دبائے گئے،

سنہ 1931ء میں حالات مختلف تھے۔ مسلمانوں کا پیمانۂ صبر لبریز ہو چکا تھا۔ انہوں نے ڈوگرہ ظلم و استبداد کی پرواہ نہ کرتے ہوئے سر دھڑ کی بازی لگا دی۔ حکام نے مسلمانوں کو ان کے مذہبی تہوار کے موقعہ پر اکٹھا ہونے اور جامع مسجد میں تقریریں کرنے سے روکا۔ وہ ہمیشہ سے ان کو کچلنے اور ذلت آمیز سلوک کرنے کے عادی تھے۔ لیکن مسلمانوں نے حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ صدیوں کے دبے ہوئے اور خوف و ہراس کی زندگی بسر کرنے والے کشمیری جاگ اٹھے تھے۔ انہوں نے حکومت کے خلاف کھلم کھلا تقریریں کیں۔ سارے ملک میں بے پناہ جوش و خروش تھا جگہ جگہ جلسے ہوئے میٹنگیں ہوئیں حکومت کے مظالم طشت از بام کئے گئے، اپنے آلام و مصائب بیان کئے گئے۔ اور جائز حقوق مانگے گئے یہ معاملات اس وقت انتہاء کو پہنچ گئے۔ جبکہ ایک ڈوگرہ سپاہی نے قرآن کریم کی بے حرمتی کی۔ اس خبر نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔ غم و غصہ نے ان کے ہوش و حواس کھو دیئے، انہوں نے سرکاری عمارتوں پر دھاوا بول دیا۔ آگ لگا دی۔ اور ٹیلیفون کی تاریں کاٹ دیں۔

ڈوگرہ گورنمنٹ جو پہلے ہی کم سفاک نہ تھی۔ اس نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پوری بہیمیت کے ساتھ پورپرنے نکالے سرینگر کو ملٹری کے قبضہ میں دے دیا گیا۔ نہتے مسلمانوں پر گولی چلائی گئی اور وحشت اور بربریت کے وہ مظالم ڈھائے گئے۔ جس سے شاید چنگیز خان کی روح بھی شرما جاتے۔ ان گنت مسلمان موت کے گھاٹ اتارے گئے۔ لاتعداد جیلوں میں ٹھونسے گئے۔ اور کئی بے گناہوں کو سربازار کوڑے لگوائے گئے۔

یہ خبریں جب ریاست کی حدود سے باہر پہنچیں تو ہندوستانی مسلمانوں کے جگر پاش پاش ہو گئے۔ ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جن کے شب و روز مسلمانوں کی فلاح و بہبودی میں کٹ جاتے ہیں۔ اور جن کا ہر لمحہ اسلام کے احیاء اور اس کی خدمت میں گزرتا ہے۔ اور جن کا دل ہمیشہ مسلمانوں کی تمدنی اور سیاسی غلامی پر کڑھتا ہے۔ کشمیری مسلمانوں کے لئے فرشتۂ رحمت بن کر آئے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی زیر قیادت ہندوستان کے تمام بڑے بڑے مسلمان علامہ اقبالؒ، خواجہ حسن نظامی وغیرہ اکٹھے ہوئے۔ اور اپنے مظلوم بھائیوں کو ظالموں کے چنگل سے چھڑانے کیلئے تدابیر سوچیں۔ انہوں نے کشمیری مسلمانوں کی ہر ممکن امداد کی۔ ان کی داستانِ خونچکاں، شکایات اور مطالبات نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام مغربی اور اسلامی ممالک تک پہنچائیں۔ جگہ جگہ کشمیر ڈے منائے گئے۔ عوام کو کشمیریوں کے حالات سے واقف کیا گیا۔

مہاراجہ ہری سنگھ سے مطالبہ کیا گیا۔ کہ اپنی رعایا کو تمام حقوق دئے جائیں۔ مجھے اب تک یاد ہے کہ سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے قادیان میں کشمیری مسلمانوں کا حال سناتے ہوئے ان شہیدانِ وطن کی ہڈیاں دکھائیں، جو ڈوگرہ سپاہ کے جور و ستم کا نشانہ بنائے گئے تھے، شاہ صاحب کئی ماہ حضور اقدس کی زیر ہدایت وہاں تشریف فرما رہے۔ اور مسلمانوں کی سیاسی و تمدنی آزادی اور اقتصادی ترقی کے لئے کوشاں رہے نہ صرف یہ بلکہ وائسرائے پر زور ڈالا گیا۔ کہ مہاراجہ کو ظلم و جبر سے روکا جائے۔ اور عوام کو ان کے حقوق دلائے جائیں، غرضیکہ تمام آئینی ذرائع مسلمانانِ کشمیر کی مدد کے لئے استعمال کئے گئے۔ اور شاید پہلی دفعہ ساری دنیا کو کشمیری مسلمانوں کے حالات سے آگاہی ہوئی۔

بعض اسلامی جماعتوں نے جتھے بھی کشمیر روانہ کئے۔ بالآخر مغرور مہاراجہ کو جھکنا پڑا۔ اور شاہی فرمان میں لوگوں سے وعدہ کیا گیا۔ کہ اگر وہ اپنی عرضداشت پیش کریں۔ تو ہمدردانہ غور کیا جائے گا۔ فوراً ایک دستاویز مرتب کی گئی۔ جس میں مندرجہ ذیل باتوں کا مطالبہ کیا گیا۔

(الف) ریاست میں ایسے دستور آئین کا اعلان کیا جائے جس کی رو سے تمام ریاست کا نظم و نسق عمل میں لایا جائیگا اس کے علاوہ عوامی اسمبلی میں ۷۵ فیصدی ممبر منتخب شدہ ہوں۔ مذہباً اگرچہ مہاراجہ کو جواب دہ ہوں لیکن اگر اسمبلی کے ۷۵ فیصدی ممبر کسی وزیر کے خلاف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ووٹ دیں۔ تو اُسے وزارت سے ہٹایا جائے۔

(ب) ایسے بنیادی حقوق کا اعلان کیا جائے۔ جن سے تمام رعایا بلا تمیز مذہب و ملت پورا فائدہ اٹھا سکے۔ مثلاً مذہبی آزادی، پریس کی آزادی اور یہ کہ قانون کے سامنے تمام برابر ہوں۔

(ج) سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کو ستر فیصدی نمائندگی دی جائے۔ اور ان کو فوج میں بھرتی کیا جائے۔

(د) تعلیم کی کمی کو پورا کرنے کے لئے نہایت تعمیری اقدام اٹھائے جائیں۔

یہ تھے چند ایک مطالبات جو مہاراجہ کو پیش کئے گئے مہاراجہ نے ایک غیر جانبدار کمیشن مقرر کیا گیا۔ جو گلینسی کمیشن کے نام سے مشہور ہے۔ اس کمیشن نے اپنی سفارشات پیش کیں۔ جو اگرچہ مسلمانوں کی توقعات سے بہت کم تھیں لیکن پھر بھی کشمیری مسلمان اس سے وقتی طور پر مطمئن ہو گئے۔ کیونکہ کمیشن نے مسلمانوں میں تعلیم عام کرنے کی تجویز پیش کی۔ اور مسلمان اساتذہ مہیا کرنے کی سفارش کی۔ اسی طرح بیگار کی مذمت کی گئی تھی۔ اور ملازمتوں میں لئے جانے کے لئے بہت سے مشورے دیئے گئے تھے۔ مسلمانوں کے مقدس مقامات اور مسجدیں مسلمانوں کو واپس مل گئیں۔ اس کے علاوہ حضور اقدس نے کشمیریوں کی بہبودی کے لئے جو کام شروع کیا تھا وہ تقسیم ہند تک جاری تھا۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی رستگاری کا موجب ہوئے۔ جو اپنے وطن میں اسیروں کی سی زندگی بسر کر رہے تھے،

کشمیر کی یہ تحریک آزادی بہت کامیاب ہوتی، اگر عوام کو قائد اعظم یا گاندھی جیسا لیڈر مل جاتا لیکن اس کی قیادت چند ایک نوجوانوں کے ہاتھ میں تھی، جنھیں کالجوں سے نکلے تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا۔ انہیں نوجوانوں میں ایک شیخ محمد عبد اللہ تھا۔ جس نے علیگڑھ سے ایم۔ ایس سی کیا تھا۔ اور یہی کشمیری عوام کا لیڈر بنا۔

تاہم تحریک حریت کا بیج بویا گیا تھا۔ اور یہیں سے کشمیری مسلمانوں کی سیاسی جدوجہد کا آغاز ہوتا ہے سنہ ۱۹۳۲ء میں محبان وطن نے ایک سیاسی جماعت کی بنیاد رکھی جس کا نام آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس رکھا گیا۔ اس کا سب سے بڑا مقصد یہ تھا۔ کہ گلینسی کمیشن نے جو چند ایک حقوق مسلمانوں کو دیئے تھے اُن کی حفاظت کی جائے۔ چھ برس تک مسلم کانفرنس نے کشمیری مسلمانوں کی بے لوث خدمت کی، اور انہیں ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا۔ لیکن یہ اتفاق اور سیاسی تنظیم ہندؤوں کو کانٹے کی طرح کھٹکتی تھی۔ اور وہ اس موقعہ کی تلاش میں تھے۔ کہ کس طرح مسلمانوں میں انتشار پیدا کیا جائے

انہیں دنوں ڈاکٹر اقبال نے مسلمانان ہند کے سامنے پاکستان کا حسین تخیل پیش کیا۔ اسمیں کشمیر کو بھی شامل کیا گیا تھا۔ اس سے کشمیری مسلمانوں کو کافی تقویت پہنچی۔ اور ان کے دل میں ڈوگرہ راج کا جوا اتار پھینکنے کی خواہش چٹکیاں لینے لگی۔ ہندوستان میں سنہ ۱۹۳۶ء میں کانگرس بڑے زوروں پر تھی۔ انتخابات میں کانگرس پارٹی کو شاندار فتح ہوئی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور مسلمان بھی کثیر تعداد میں اس میں شامل ہوئے انہیں دنوں کشمیر میں ہندوؤں نے شیخ عبداللہ سے گٹھ جوڑ کرلیا۔ اور ڈوگرہ راج کے خلاف متحدہ محاذ قائم کرنے کے صلاح و مشورے ہونے لگے۔

۱۹۳۸ء میں مسلم کانفرنس کا نام بدل کر نیشنل کانفرنس رکھا گیا۔ اس کے ممبر ہندو اور سکھ بھی تھے۔ چند ایک مسلمان اس تبدیلی کو مشکوک نگاہوں سے دیکھتے تھے۔ اور مستقبل نے ظاہر کر دیا۔ کہ یہ شکوک صداقت پر مبنی تھے۔ اس دن سے شیخ عبداللہ ہندو کانگرس کا حلقہ بگوش بنا۔ اور مسلمانوں کے مفاد کی طرف سے آنکھیں بند کرلیں نیشنل کانفرنس نے مہاراجہ ہری سنگھ کی مطلق العنانی کے خلاف آواز اٹھائی۔ نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ سوائے چند ایک گرفتاریوں، اور سزاؤں کے مسلمانوں میں پھوٹ پڑ گئی۔ وہ ایک دوسرے کے خلاف برسرِ پیکار ہونے لگے۔ اور نیشنل کانفرنس سے کنارہ کشی کرنے لگے۔ سوائے شیخ عبداللہ اور اس کے چند ساتھیوں کے مسلم کانفرنس جو وقتی طور پر دب گئی تھی پھر کشمیریوں کی نجات دہندہ ثابت ہوئی۔ ۱۹۴۴ء میں قائداعظم کشمیر گئے۔ اور مسلمانوں کو مسلم کانفرنس کے جھنڈے تلے جمع ہونے کی تلقین کی۔ چنانچہ مسلم کانفرنس کی از سرِنو تنظیم شروع ہوئی۔

چھ برس جنگ کے مہیب بادل دنیا پر چھائے رہے، حالات سرعت سے پلٹا کھا رہے تھے۔ گاندھی کی تحریک انگریزوں کے خلاف "ہندوستان چھوڑ جاؤ"۔ جوش و خروش سے چل رہی تھی۔ چنانچہ کشمیری مسلمان بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے انہوں نے سیاسی طور پر بہت ترقی کرلی تھی۔ وہ ملازمتوں کے بھوکے نہ تھے، وہ مہاراجہ کے ظلم سے رہائی نہ چاہتے تھے۔ بلکہ وہ بیع نامہ امرتسر کو فسخ کروانا چاہتے تھے۔ اسے عملی جامہ پہنانے کے لئے مئی ۱۹۴۶ء میں "کشمیر چھوڑ دو" کی مہم شروع ہوئی اور یوں معاہدہ امرتسر کی صد سالہ برسی منائی گئی۔ اس تحریک میں شیخ عبداللہ نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ تمام مسلمان کشمیر ڈوگرہ راج کے سیاہ ترین باب کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنے پر تلے ہوئے تھے۔

اس تحریک کا انجام بھی غیر متوقع نہ تھا۔ سیاسی لیڈر قید کر لئے گئے۔ عوام گولیوں کا نشانہ بنے۔ اور ڈوگرہ حکومت کے آہنی ہاتھ نے حالات پُرامن بنائے۔

ظاہری طور پر یہ تحریک ناکام ہوگئی۔ لیکن لاوے کا دریا پھر پک رہا تھا۔ اور پھٹ کر بہہ جانے کا منتظر۔

یہ سال ہندوستان کی سیاست کا بھی نازک دور تھا مسلمانِ پاکستان کے لئے جان و مال کی بازی لگا رہے تھے، اور کانگرسی ہندوستان کی تقسیم کے شدید مخالف تھے۔ جگہ جگہ فساد ہو رہے تھے، بہار اور یُو۔ پی کی خونیں داستان کسے نہیں معلوم ۱۹۴۷ء میں نئے وائسرائے نئی سکیم لے کر آئے۔ اور تین جون کو شاہ برطانیہ نے اعلان کیا۔ کہ ہندوستان کی آزادی کا ایکٹ پاس کیا جائے گا۔ جس کی رو سے ہندوستان دو آزاد ممالک میں تقسیم کیا جائے گا۔ ایک ہندوستان اور دوسرا پاکستان۔ چنانچہ ۱۵ اگست کو پاکستان ایک حقیقت بن گیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ریاستوں کے متعلق یہ فیصلہ ہوا۔ کہ تاجِ برطانیہ نے جو عہدنامے والیانِ ریاست سے کئے ہیں۔ وہ ۱۵ اگست سے منسوخ ہو جائیں گے۔ دوئم یہ کہ تمام ریاستیں الحاق کے معاملہ میں بالکل آزاد ہوں گی۔ یعنی وہ ہندوستان اور پاکستان دونوں میں سے کسی ایک میں شامل ہو سکتی ہیں۔ عبوری دور کے انتظام کے متعلق یہ صورت بتائی گئی۔ کہ جب تک یہ ریاستیں الحاق کے متعلق فیصلہ نہ کریں۔ اس وقت تک وہ دونوں حکومتوں سے معاہدہ جاریہ کریں۔ چنانچہ مہاراجہ کشمیر نے ہندو پاکستان کے ساتھ معاہدہ جاریہ طے کر لیا۔ بظاہر یہ قدم دانشمندانہ تھا لیکن حقیقت میں پس پردہ کشمیری مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے ہر طرح کے انتظام ہو رہے تھے۔ ۱۵ اگست کے فسادات میں ہندو مہاراجوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اور اپنی بیگناہ مسلم رعایا پر ہولناک مظالم توڑے۔ یہی منصوبے ہری سنگھ بھی باندھ رہا تھا۔ اور اس دفعہ اسے کانگرس سے بھی تقویت پہنچ رہی تھی۔ کیونکہ قیام پاکستان کے خلاف ہندوؤں کو شدید غصہ تھا۔ وہ اس نوزائیدہ حکومت کو تباہ کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ چنانچہ ان کی نہایت منظم سکیم کے ماتحت حکومت پاکستان کے لئے خوفناک مشکلات کا سیل امنڈ آیا۔ پھر اسی پر اکتفا نہ کی گئی۔ بلکہ ہندوستان کو چاروں طرف سے گھیر لینے کے لئے مہاراجہ کشمیر سے ساز باز کی گئی۔ کیونکہ مغربی پاکستان کے ساتھ کشمیر کی حد 500 میل تک لمبی چلی گئی ہے کشمیر کی 77 فیصدی غالب آبادی مسلمانوں پر مشتمل ہے اس لئے وہ قدرتاً پاکستان سے الحاق چاہتے تھے ان کے تاریخی، معاشی اور ثقافتی تعلقات ہر نقطۂ نظر سے مغربی پاکستان کے ساتھ چلے آرہے تھے۔ لیکن ہری سنگھ نے ریاست کی جغرافیائی پوزیشن کا بالکل خیال نہ کیا۔

اور انصاف، جمہوریت اور رائے عامہ کے جذبات کا خون کرتے ہوئے کشمیر کا الحاق ہندوستان سے کر دیا۔ ہندوستان نے بھی جو اس کشمیر کے حصول کے لئے ریڈکلف اور ماؤنٹ بیٹن سے سازش کر کے گورداسپور حاصل کر چکا تھا۔ نہایت سرعت کیساتھ اپنی فوجیں بھیجدیں۔

(باقی آئندہ)

## مصباحی بہنوں سے

۱۔ کیا آپ مصباح کی مستقل خریدار ہیں؟

۲۔ کیا آپ غیر احمدی بہنوں کو مصباح کے ذریعہ تبلیغ کرتی ہیں؟

۳۔ کیا آپ نے خود خریدار ہونے کے علاوہ کسی دوسری بہن کو بھی اس کا خریدار بنایا ہے؟

۴۔ کیا آپ نے مصباح کے لئے اپنے مضامین بھجوائے ہیں؟

۵۔ اگر آپ خریدار ہیں۔ تو کیا آپ نے سالانہ چندہ ادا کر دیا ہے؟ اگر آپ نے ایسا نہیں کیا۔ تو آپ سے بہت بڑی کوتاہی ہوئی ہے۔ جب تک آپ خود مصباح نہ پڑھیں گی۔ اس وقت تک دینی اور شرعی مسائل سے کس طرح واقفیت حاصل ہو سکیگی اور جب آپ خود ہی دین سے آگاہ نہ ہونگی تو دوسری بہنوں کو تبلیغ کس طرح کر سکیں گی اسلئے آج ہی مصباح کی خریدار بنیں اور اس کا چندہ پیشگی روانہ کر دیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ثاقب زیروی

# ساحلِ راوی پر ایک شام

شام کے آثار سے تھا چرخ پر ہلکا غبار
نور کا زرکار دامن ہو چکا تھا تار تار

تھا اُفق پر دور گہری سُرخیوں کا ازدحام
کہہ رہا تھا فاتحِ مغرب کا دیکھو انتقام

اب درِ تنویر پر کوئی جبیں جھکتی نہ تھی
سلطنت میں اپنی سورج کی کرن رُکتی نہ تھی

آرہا تھا سیر سے میں زیرِ لب گاتا ہُوا
ہلکی ہلکی راگنی سے وجد میں آتا ہُوا

راہ میں نورجہاں کا جب نظر آیا مزار
دیکھکر اک ہُوک سی اٹھی جگر میں بار بار

خستہ دیواروں کی حالت اور منڈیریں سوگوار
گاہ شاداں گاہ ہوتی تھی تمنّا بے قرار

جابجا پھیلے ہوئے تھے صحن میں تنکوں کے ڈھیر
دل نے دی آواز ثاقب یہ ہیں سب قسمت کے پھیر

یہ ہی نورجہاں ہے جو بصد رعب و جلال
منصفی کے آئینے میں دیکھ سکتی نہ تھی بال

یہ ہی نورجہاں ہے جو بہ شانِ احتشام
تھامتی تھی اپنے ہاتھوں سے جہانگیری نظام

ہاں اسی نورجہاں کی دھوم تھی افلاک پر
سو رہی ہے آج جو مجبور فرشِ خاک پر

یہ نظامِ دہر یکساں رہ نہیں سکتا کبھی،
نازِ یکسانی تغیّر سہہ نہیں سکتا کبھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# "اے میرے پیارے بتا تو کس طرح خوشنود ہو"

نصیرہ نزہت صاحبہ اہلیہ حافظ بشیر الدین صاحب واقف زندگی

بیرے۔ کیا ڈپٹی منصور احمد صاحب کا یہی بنگلہ ہے؟ کیا اُن کی بیگم صاحبہ گھر پر موجود ہیں؟

ہاں بی بی جی۔ وہ اس وقت گھر پر ہی تشریف فرما ہیں۔ میں انہیں اطلاع کئے دیتا ہوں۔ آپ کا اسم گرامی!

اندر اطلاع دو۔ نصیرہ نزہت ربوہ سے آئی ہیں۔ اور ملنا چاہتی ہیں۔ آئیے آئیے بیگم صاحبہ یاد فرماتی ہیں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ دیکھنا فرحت۔ آج ہم نے تم کو ڈھونڈ ہی نکالا۔ اُف نصیرہ، میری عزیز نصیرہ تمہیں کس نے بتایا۔ کہ میں اس بنگلہ کی رونق ہوں۔ جو دیکھنے والوں کو خوبصورت اور خوشنما دکھائی دیتا ہے۔ جو چلتے چلتے لوگوں کی توجہ اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ مگر میرے لئے یہ چار دیواری ———— کیوں؟ خاموش کیوں ہو گئیں۔ یہ آنکھوں میں حسین موتی کیوں جھلکنے لگے۔

نصیرہ۔ میرے یہ وہ آنسو ہیں جن کو تمہارے سوا اور کسی نے نہیں دیکھا۔ یہ وہ دبی ہوئی آہیں ہیں۔ جو تمہارے سوا کسی اور نے نہیں سنی۔ گزشتہ سال جب دنیا اپنی مشتاق نظروں سے عید کا چاند دیکھ رہی تھی۔ میری ارمانوں بھری دنیا کا سورج غروب ہو رہا تھا۔ ہاں نصیرہ میری کہانی ختم ہو گئی۔ زمانہ کے سفاک ہاتھوں نے میری مختصر کہانی کے البیلے کرداروں کا گلا گھونٹ دیا اور وہ میرے ویران دل میں ہمیشہ کی نیند سو گئے۔ میرا دل آج مایوس ہے۔ اس پر قبرستان جیسی خاموشی چھائی ہوئی ہے، اس میں کوئی آرزو باقی نہیں رہی۔ اب اس میں ایک مختصر سی رمق ایک ہلکی سی کرن بھی باقی نہیں رہی۔ اب یاس ہی یاس ہے تاریکی اور موت! میری پھولوں بھری زندگی میں انگارے جھونک دیئے گئے۔ اور میں ان نازک پتیوں کو کملاتے ہوئے دیکھ رہی ہوں۔ کوئی نہیں جسے میں اپنا غم کہہ سکوں۔ کوئی نہیں جو میرے بجھے ہوئے دل میں جھانک سکے۔ نصیرہ کچھ دنوں کے بعد میں ایک چلتا پھرتا مردہ رہ جاؤں گی۔ جو ایک طویل اور بے کیف زندگی کا مقابلہ کرنے کے لئے کافی ہو۔ شادی کے بعد آج تک میں یہی خیال کرتی رہی۔ اگر میرے والدین نے دولت کی بھینٹ چڑھا دیا۔ تو کیا ہُوا۔ آخر میرے اندر احمدیت کی محبت تو موجزن ہے۔ میرے سینہ میں حقیقی اسلام کی شمع روشن ہے۔ میں اپنے شوہر کی کشتی حیات کو کنارے تک لانے کے لئے ناخدا بن جاؤں گی۔ میں اس کو احمدیت کے نور سے منور کر دوں گی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں یقیناً اُسے منجدھار سے کھینچ لاؤں گی۔ نصیرہ میرا یہ عزم آج تک غیر متزلزل تھا۔ میں آج تک اس حسین منزل کو پاسکنے کا یقین رکھتی تھی۔ مگر اب مجھے چاروں طرف مایوسی ہی مایوسی دکھائی دیتی ہے۔ وہ صرف نام کے احمدی ہیں۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے۔ کہ وہ نام کے مسلمان ہیں۔ تو بے جا نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ دنیا پرست اور دین سے غافل ہیں۔ جب میں اُن کی زندگی پر طائرانہ نظر ڈالتی ہوں۔ تو وہ مجھے سرتاپا عیش و عشرت میں غرق دکھائی دیتے ہیں جس کے تصور سے میرا نازک دل ہاں ننھا سا معصوم دل بیٹھنے لگتا ہے۔ نصیرہ گھر میں روپے کی بہتات ہے، تمہیں معلوم ہی ہے۔ چند ماہ ہوئے ہمارے گلشن میں ایک خوبصورت پھول کھلا ہے۔ اس کی پیدائش پر انہوں نے سینکڑوں روپے خرچ کر دیئے۔ مگر خدا کی راہ میں دینے کا نام نہیں۔ ایک دن باہر سے تشریف لائے۔ میں نے عرض کی۔ تحریک جدید کا نیا سال شروع ہوگیا ہمیں وعدہ لکھوانا چاہیئے۔ یہ سُن کر الجھ پڑے۔ خود تو کبھی حصہ نہیں لیا تھا۔ میرے وعدہ پر بھی بہاڑ بن کر کھڑے ہو گئے، اور لگے ہوائی قلعے اُڑانے۔ وہ سمجھتے تھے عورت ذات۔ اسلام کی تاریخ کو کیا جانے۔ میں نے کہا تھکتے کے ابا۔ آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے کی طرف نظر دوڑایئے۔ کیا حال تھا۔ ان لوگوں کا۔ مجلس لگی ہوئی ہے۔ رسُول مقبول رونق افروز ہیں۔ اور صحابہؓ سے اسلام کی خاطر مال کا مطالبہ فرماتے ہیں۔ تو حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنا سارا مال حضور اقدس کے آگے لا رکھتے ہیں۔ یہ تھا وہ خدمتِ اسلام کا جذبہ جس کی وجہ سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، روحانی آسمان پر ستارے بن کر چمکے۔ اگر کسی کے پاس زر و جواہر تھے، تو اس نے اسلام کی خاطر قربان کر دیئے۔ اگر کسی غریب کے پاس جَو کی مٹھی تھی۔ تو اس نے وہی قدموں میں لا رکھی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ یہ نہیں دیکھا کرتا۔ کہ لانے والا کیا لایا ہے۔ اس کی نظر تو دل پر ہوتی ہے۔ کہ وہ کس دل سے لایا ہے کس جذبہ سے لایا ہے۔ بشاشتِ قلب ہی ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی رضا کو جذب کیا کرتی ہے۔ اس کے بغیر کوئی قربانی قبول نہیں ہوتی۔ نصیرہ! میں نے کہا۔ آپ مجھے چند دن سے روکتے ہیں۔ ان چند روپوں سے۔ مگر کیا آپ نہیں جانتے۔ کہ الٰہی سلسلے کسی کی مدد کے محتاج نہیں ہوا کرتے۔ ان کو ترقی دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہوتا ہے، احمدیت خدا تعالیٰ کا لگایا ہوا پودا ہے۔ اس کو بڑھانا، اور دُنیا کے کناروں تک پہنچانا یہ اس کا کام ہے۔ یہ تو اس ودود آقا کا احسان ہے۔ کہ لوگوں کو ثواب میں شریک کرنے کے لئے ان کو یہ موقعہ دیتا ہے۔ وہ پہلے ہمیں خود مال عطا کرتا ہے پھر کہتا ہے۔ اے انسان یہ میری جنت ہے۔ اگر تم اس کو خریدنا چاہتے ہو۔ تو خرید لو۔ اب ذرا غور تو کیجئے، جان بھی اس کی، مال بھی اس کا جنت بھی اس کی۔ ہم بھی اس کے، وہ صرف ہمیں ثواب میں شامل کرنے کے لئے کہتا ہے۔ یہ مال و جان مجھے دے دو۔ اور تم جنت کے وارث ہو جاؤ۔ یہ کتنا احسان ہے۔ ہمارے محسن آقا کا۔ اور کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو یہ سودا کریں۔ اور کتنا مبارک ہے وہ انسان جو اس سودے کی منادی کرائے۔

ہاں تو نصیرہ۔ میری اس گفتگو کا ان پر کچھ اثر نہ ہُوا۔ اور وہ دوستوں کے ہمراہ باہر چلے گئے۔ مگر کتنی حسین تھی وہ شام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جب ہم دریا کی سیر کو گئے۔ غروبِ آفتاب کی سحر طراز روشنی نمودِ سحر کی طرح پھیلی ہوئی تھی۔ یوں محسوس ہوتا تھا۔ جیسے سورج غروب نہیں۔ بلکہ طلوع ہو رہا ہے، مغرب۔ شفق کی دیوی پانی کو اپنا عکس دے رہی تھی۔ ہَوا موجوں کی تاروں کو چھیڑتی۔ فضا میں راگنی بھرتی دُور نکل جاتی۔ غرضیکہ زندگی پوری طرح جلوہ گر تھی، وہ ضرورت سے زیادہ خوش دکھائی دیتے تھے، چہرہ پر رونق تھی، ہونٹوں پر مسکراہٹ۔ ہماری چھوٹی سی کشتی سطحِ آب پر آہستہ آہستہ تیر رہی تھی۔ بالکل یوں جیسے نیلی جھیل میں برف کے تاج محل تیرتے ہیں۔ مگر مجھ پر سکوت طاری تھا وہ میری آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولے۔ کیوں کیا کسی افسانہ کا پلاٹ تیار کیا جا رہا ہے۔ میں نے جواب دیا۔ میں یہ سوچ رہی ہوں ہماری ذمہ داریاں کس قدر وسیع ہیں۔ ہماری منزل بہت ہاں بہت دُور ہے۔ ہماری جدوجہد کا دائرہ نہایت وسیع ہے۔ جو کام ہمارے سپرد کیا گیا ہے۔ وہ دنیا کی تمام قوموں سے بڑا ہے۔ اس لئے جتنی بھی قربانیاں کرنی پڑیں تھوڑی ہیں۔ جو طاقت ہمارے اندر ہے۔ وہ دنیا کی تمام طاقتوں سے کم ہے۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لیے بہت بڑی قربانی کی ضرورت ہے۔ ہم نے جگہ جگہ مشن قائم کرنے ہیں۔ ہم نے جگہ جگہ مبلغ بھیجنے ہیں۔ ہم نے جگہ جگہ خدا کے گھر بنانے ہیں۔ اس روز آپ مسجد ہالینڈ کے چندہ پر کچھ خوش نہیں ہوئے تھے، مگر جانتی ہیں اس غریب اور مسکین کے دلی جذبات کا اندازہ لگانے سے قاصر ہوں۔ جو کسی زمانہ میں ربوہ کی گلیوں میں اس امر پر غور کرتا ہوا گزر رہا ہوگا۔ کہ میں اسلام اور سلسلہ کی خاطر کیا خدمت کر سکتا ہوں۔ کہ اچانک اس کے سامنے ہالینڈ کی مسجد آ کھڑی ہوگی۔ اس کا دل دھڑکنے لگیگا، اس کے جسم پر ایک کپکپی طاری ہو جائے گی۔ وہ کہیگا نہیں نہیں۔ میں بھی باہمت قوم کا ایک فرد ہوں۔ جس کی عورتوں نے ہزاروں میل دور خدا تعالیٰ کے نام کو بلند کرنے کے لئے مسجد بنوائی تھی۔ تو وہ اچانک اپنی ناامیدی کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں امید کی کرن کو سانپ کی طرح لہراتے ہوئے دیکھیگا۔ تو جو شاندار نتائج ہماری اس وقت تھوڑی سی قربانی کے بعد نکلیں گے۔ اس کا اس وقت ہم اندازہ نہیں کر سکتے۔ کاش آپ بھی میرے ساتھ قربانیوں میں آگے ہی بڑھتے چلے جائیں۔ اور ہمارا قدم آگے کو ہی اُٹھتا چلا جائے۔ موت میں ہمیں زندگی نظر آئے۔ اور حسین ترین ہستی کی خاطر اُٹھائی ہوئی تکلیف میں ہمیں لذت محسوس ہو۔ اس کے راستہ میں چلتے ہوئے جو گرد ہماری آنکھوں میں پڑے۔ وہ ہمارے لئے سرمہ ہو۔ اس کے راستہ میں اُٹھائے ہوئے پتھر ہمارے لئے پھول ہوں۔ اس کی رضا کی خاطر ہماری ہار ہماری فتح ہو۔ اس کے نام کی خاطر اُٹھائی ہوئی ذلت۔ ہمارے لئے عزت ہو۔ ہمارا ہر ذرہ اس ودود آقا کے لئے قربان ہونے کے واسطے تیار ہو۔ وہ خاموش تھے۔ میں نے کہا۔ اگر ہم دین کی خاطر اپنا مال نہیں دیں گے۔ تو اور کون دے گا۔ اگر دین کی خاطر ہم اپنی جانیں قربان نہیں کریں گے تو اور کون کریگا اس لئے ہمیں ہیجم اور مسلسل قربانیوں کی عادت اپنے اندر ڈالنی چاہیئے ہاں وہ قربانیاں جو تقویٰ کے رنگ میں رنگین ہوں۔ استقلال اور دوام کا سہرا اُن کے ماتھے پر ہو۔ کہتے ہیں۔ ہر مستقل نیکی جنت کا ایک مقام ہوتا ہے۔ تو مستقل قربانیاں تو جنت کا ایک محل ہی ہوتی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوں گی۔ سو ہمیں چاہیئے۔ کہ بغیر تامّل کے بغیر وقفہ کے بغیر تزلزل کے بغیر ڈگمگانے کے آگے بڑھتے چلے جائیں۔ اور تیز تیز قدم اُٹھائیں۔ کیونکہ جس کے ساتھ ہم نے چلنا ہے۔ وہ بڑا تیز قدم ہے۔ اس کے لئے مقدر ہو چکا ہے۔ وہ جلد جلد بڑھیگا۔ دیکھئے کوئی فتح بغیر قربانی کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور کوئی قربانی بغیر استقلال کے اچھا نتیجہ پیدا نہیں کر سکتی۔ ہم نے دلوں کو فتح کرنا ہے۔ جس کا فتح کرنا ملکوں کے فتح کرنے سے زیادہ مشکل ہے۔

نصیرہ میرا یہ فقرہ سُن کر وہ ذرا چونکے۔ جیسے کسی نے گہری نیند سے کروٹ لی ہو۔ بولے مسلمانوں نے کیا کر لیا تھا؟ تم نے گھنٹہ بھر سے تبلیغ شروع کر رکھی ہے۔ اور پُر لطف سیر کا مزہ خراب کر دیا۔ یہ طعنہ سن کر مجھ سے رہا نہ گیا۔ بولی۔ کیا آپ نے نہیں سُنا مسلمانوں نے سات سال کے اندر عرب میں تغیر پیدا کر دیا۔ اور چند سال میں تمام دنیا پر چھا گئے تھے۔ کہنے لگے کیا تم نے نہیں دیکھا۔ یورپ والوں نے دنیا میں کیا کیا۔ انقلاب کئے۔ لوہے کو ہوا میں اُڑا دیا۔ لکڑی کو سمندر کے سینہ پر چلا دیا بلندیوں کو سرنگوں کیا۔ اور پستیوں کو اچھال ڈالا۔ میں سنے کہا۔ میں نے کہا۔ اُنہوں نے لوہے کو ہوا میں اڑا دیا، لکڑی کو پانی پر چلایا۔ مگر میرے ہادی نے، میرے رہبر نے، میرے آقا نے انسان کو فرشِ خاکی سے اُٹھا کر بامِ ترقی پر پہنچایا۔ آپ نے مکہ کی گلیوں میں سے ایک ایسے آدمی کو جسے انسان انسانوں میں شمار نہ کرتے تھے، حبشی غلام سیاہ فام، موٹے ہونٹوں والے، چھوٹے سر والے، اللہ اللہ ہاشمی بھی موجود تھے اور قریشی بھی۔ امراء بھی تھے اور اصحابؓ بھی۔ عمرؓ فاروق بھی تھے اور عثمانؓ بھی، حضرت ابوبکرؓ بھی تھے اور حضرت علیؓ بھی، لیکن آپ نے چُنا تو کس کو۔ انتخاب کیا تو کس سے کیا۔ فرمایا بلالؓ کعبہ کی چھت پر چڑھ جاؤ۔ اور اذان دو۔ جہاں بڑوں بڑوں کی نگاہیں نہ پہنچ سکتی تھیں۔ آپ نے بلالؓ کے قدموں کو وہاں پہنچایا۔ آؤ پھر ذرا مدینہ چلیں۔ عید کا دن ہے۔ خوشی کا دن ہے۔ مسرت کی گھڑیاں ہیں۔ حضور کی سواری عیدگاہ کو جا رہی ہے۔ گرد صحابہ کا حلقہ ہے۔ جیسے سورج کے گرد نور کا ہالہ یا چاند کے گرد ستارے۔ مسرت کا دَور دَورہ ہے، رحمت کا نزول ہے۔ بچے کھیلتے کودتے ہیں لیکن ایک دیوار کے ساتھ خاموش کھڑا ہے۔ نہ وہ مسکراتے ہیں۔ یہ بسورتا ہے۔ ان کے ہونٹوں سے قہقہے جھڑتے ہیں۔ اور اس کی آنکھوں سے اشک۔ دنیا اس وقت مسرتوں کو دیکھتی تھی۔ مگر ہمارے ہادی نے کس کو دیکھا۔ ایک یتیم کو جو عید کے دن اپنی جنت گم گشتہ کو تلاش کر رہا تھا۔ جو ماں کی محبت بھری گود کا متمنی تھا۔ رحمتِ دو عالم پاس گئے۔ گود میں بٹھایا۔ فرمایا تو مغموم کیوں ہے؟ اگر کوئی تجھے پوچھے تیرے باپ کا نام کیا ہے تو کہنا محمدؐ اور اگر محبت بھری گود کی تلاش ہو۔ تو عائشہؓ کی گود میں آ بیٹھنا۔ پھر فرمایا جب تم کو یتیم ملے۔ اس کے سر پہ ہاتھ پھیر دو۔ جتنے بال ہاتھ کے نیچے آئیں گے۔ اتنا ہی ثواب ہوگا۔ اب بتایئے سو

کس نے ذروں کو ملایا اور صحرا کر دیا
کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا دُرِّ یتیم
اور غلاموں کو زمانہ بھر کا مولےٰ کر دیا

یہ تھا میرے ہادی کا انقلاب اتنے میں کشتی کنارے آلگی۔ اور سلسلہ کلام ختم ہوگیا۔ واہ تم نے تبلیغ تو ماشاءاللہ خوب کی۔ گھبراؤ نہیں کبھی تو اس کے اچھے نتائج دکھائی دینے لگ ہی جائیں گے۔ دیکھو فرحت تم نے انہیں بتایا ہوتا۔ کہ خدا تعالےٰ نے جو کام رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سپرد کیا تھا اس کام کے لئے بہت بڑے وقت، بہت بڑی قربانی، اور بہت جدوجہد کی ضرورت تھی۔ اور اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ایک لمبی عمر یعنی عمر نوحؑ کی ضرورت تھی، مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے نہایت ہی قلیل عرصہ میں جو حیرت انگیز کام کیا۔ دنیا اس کی مثال پیش کرنے سے عاجز ہے۔ دنیا کی طرف ذرا غور سے دیکھو۔ الگ الگ جماعتیں الگ الگ کاموں کے لئے سو سال سے مصروف ہیں۔ مگر پھر بھی نہ تو انہیں تعلیمی ترقی حاصل ہوئی ہے اور نہ تمدنی، اور نہ ہی اخلاقی ترقی حاصل ہوئی۔ صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب تھا جو تمام قسم کی اصلاحات پر حاوی تھا۔ اس میں تمدنی اصلاح بھی تھی اقتصادی اصلاح بھی تھی۔ اس میں عائلی اصلاح بھی تھی، سیاسی اور عسکری اصلاح بھی شامل تھی۔

پس کتنا عظیم الشان کام تھا۔ جو ہمارے ہادی کے سپرد ہوا۔ مگر 23 سال ہاں صرف ۲۳ سال کے قلیل عرصہ میں آپ نے اپنا تمام کام ختم کر لیا۔ کیا اس قسم کی مثال مادرِ گیتی پیش کر سکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ اتنے کام کی مثال تو کیا۔ اس سے ہزارویں بلکہ لاکھویں حصہ کی بھی مثال انسانی زندگی میں نہیں مل سکتی اور ہرگز نہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا میں اور بھی بڑے بڑے لوگ گذرے ہیں۔ مگر کیا تم جانتی ہو۔ کہ ان کا انجام کس قدر عبرتناک اور تلخ ہوا ہٹلر کی زندگی

نپولین کے انجام کی طرف غور کرو۔ کیسی خراب و خستہ حالت میں اس نے جہانِ فانی کو چھوڑا۔ یہ لوگ جب اُٹھے تھے تو بڑے بڑے دعووں کے ساتھ اُٹھے تھے، اور تھوڑی بہت اُنہوں نے کامیابی بھی حاصل کی۔ مگر انجام کار ناکامی کے سوا اُنہوں نے کچھ نہ دیکھا۔ ہٹلر نے اگرچہ بہت سی فتوحات حاصل کی ہیں۔ مگر دنیا جانتی ہے کہ اس کی پیدائش سے پہلے ہی جرمن قوم نہایت منظم تھی۔ نپولین نے جو دنیا میں ترقی حاصل کی۔ اس کا سبب ایک ترقی یافتہ قوم تھی جس کو وہ اپنے ساتھ لے کر اُٹھا تھا۔

مگر عرب کی حالت کسی سے بھی پوشیدہ نہیں۔ اس کے رہنے والے تہذیب و تمدن سے کوسوں دُور، قربانی کے نام سے ناآشنا اور علم سے قطعی بے بہرہ تھے۔ مگر ہمارے آقا نے بیس سال کے عرصہ میں ان کے اخلاق بھی درست کر دیئے۔ ان کا تمدن بھی درست کر دیا۔ ان کی علمی حالت بھی ٹھیک ہوگئی۔ اور ان کا دبدبہ بھی بڑھ گیا۔ ان کو وہ عزت وہ رتبہ اور وہ شان و شوکت حاصل ہوئی۔ جس کی دنیا گواہ ہے۔ ان کی زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہ تھا۔ جو نامکمل رہ گیا ہو۔ کوئی شعبہ ایسا نہ تھا۔ جس کو آپ نے کمال تک نہ پہنچایا ہو۔

فرحت! یہ تھا میرے ہادی کا انقلاب۔ آپ نے عرب میں سرتاپا روحانی اور اخلاقی انقلاب پیدا کر دیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور دنیا کے گوشہ گوشہ کو ترانۂ توحید اور سرور محبت سے مسحور کر دیا ظلمت کدہ عالم کو سراج منیر اور بقعۂ نور بنا دیا۔ گمراہوں کو راستہ بتایا۔ اور بھولے بھٹکوں کا خدا سے رشتہ جوڑا انسانوں کو شیطانوں کے دام سے چھڑا کر فرشتوں کی صف میں کھڑا کر دیا، دنیا کو رفق و محبت، لطف و شفقت، اور برادرانہ مساوات کی تعلیم دی، روحانیت کی برباد شدہ دنیا دوبارہ تعمیر کی۔ اور قلوب ارواح کے ویران گھروں کو از سر نو آباد کیا۔ کتنا عظیم الشان کام تھا۔ جو میرے آقا نے اس تھوڑے سے عرصہ میں کر دیا۔

اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے مومن کی جان و مال ہمیشہ حاضر ہوتے ہیں۔ مومن کبھی غافل نہیں ہوتا۔ جب اس سے قربانی کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ خواہ سال کے بعد ہو۔ خواہ دس سال کے بعد وہ تیار ہی ہوتا ہے۔ وہ ان کنواریوں کی طرح نہیں ہوتا جن کا تیل ختم ہو گیا تھا۔ اور وہ تیل لینے شہر کو چل دیں پیچھے دولہا آیا۔ اور اپنی منتظر کنواریوں کو لیکر قلعہ میں داخل ہو گیا وہ ان کنواریوں کی طرح کھڑا رہتا ہے، اور کھڑا رہتا ہے اس کا عشق اُسے ہلنے نہیں دیتا۔ وہ تر گدا نہیں ہوتا نر گدا ہوتا ہے وہ دروازہ کھٹکھٹاتا ہے۔ اس کے لئے کھولا جاتا ہے۔ وہ اس یقین سے پر ہوتا ہے۔ کہ اگر آج دروازہ بند ہے۔ تو کل کھل جائے گا۔ کل نہیں تو پرسوں، وہ سست نہیں ہوتا۔ وہ جان اور مال لے کر اپنے آقا کے حضور کھڑا ہو جاتا ہے کہ کب میری باری آئے۔ اور وہ محسن میری پیشکش کو قبول کرے وہ وفادار عاشق ثابت ہوتا ہے۔ جب وہ خدا کی راہ میں اپنا مال قربان کر دینے کا ارادہ کر لیتا ہے۔ اس کے ماں باپ اور رشتہ دار اس کے راستہ میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پھر بھی وہ رکتا نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دیتا ہے۔ اور اپنے آقا کے آگے یہ فریاد کرتا رہتا ہے۔

"اے میرے پیارے بتا تو کس طرح خوشنود ہو"

(باقی)

## بقیہ شذرات

میں ایسے حوادث وقوع پذیر ہونے والے ہیں۔ مگر کیا نسل انسان اس امر پر بھی غور کرے گی۔ کہ یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے؟ کیا یہ کوئی اتفاقی حادثہ ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں! بلکہ یہ سب کچھ ہمارے خدائے حکیم کی مقررہ تدبیر کے مطابق ہو رہا ہے اور اس زمانہ میں مرسل ربانی علیہ السلام نے اس بارے میں صریح انداز میں فرما دیا ہے۔ "لوگ آنیوالی جنگ کی ہولناک تباہی کے تصور سے تو لرزہ براندام ہو رہے ہیں۔ مگر اس امر کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ کہ ان تباہیوں سے بچنے کا کیا ذریعہ ہے؟ یقیناً خدا سے صلح کرنے والے امان پائیں گے۔" اور توبہ کرنے والے اسکی گود میں ہوں گے۔

اے کاش! کہ لوگ اسطرف توجہ کریں!

## زرِ مبادلہ

پاکستانی خریداروں کیلئے مصباح کا سالانہ چندہ ۔/5 ششماہی 2/8 سہ ماہی 1/8 ۔ ہر پرچہ کی قیمت (سات آنہ)
بیرونی خریداروں کیلئے ۔/7 روپے سالانہ ہے۔

(ادارہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# ربوہ کا قافلہ

(محترم قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل - لاہور)

جب ربوہ میں ایک بھی رہائشی مکان نہ تھا۔ اور دفاتر لاہور سے ربوہ میں منتقل ہو گئے۔ تو بعض کارکنوں کے اہل و عیال بھی ساتھ ہی گئے۔ عزیزہ امۃ الرشید بنت مرزا عبد الحمید کیلئے میں نے ایک نظم لکھی۔ وہ خوش الحانی سے اکثر نظمیں حضرت ام المومنین اور دیگر خاندان مسیح موعود کی مستورات کو سنایا کرتی تھیں۔ وہ نظم یہ ہے۔ جو ابتدائے ہجرت کے حالات ظاہری کی یادگار ہے۔

---

آب چناب دریا یہ دن بھی یاد رکھنا — اُترا ترے کنارے جب کارواں ہمارا

ربوہ میں اب تو رہنا ہر حال میں پڑیگا — تھے قادیاں کے اکمل اور قادیاں ہمارا

دریا کا ہے کنارا قدرت کا ہے نظارا — ہوتا نہیں ہے پھر بھی دل شادماں ہمارا

ہم لُٹ لُٹا کے آئے ڈیرے یہیں لگائے — اب دیکھئے ٹھکانا ہو گا کہاں ہمارا

تقدیر میں لکھا تھا صحرا میں یوں بھٹکنا — تھا قادیاں گلستاں دارالاماں ہمارا

ربوہ کی شان بڑھاوے یارب وہ دن دکھا دے — جب ہوئے زمیں ہماری دورِ زماں ہمارا

نقصاں زمین والے پہنچا سکیں ہمیں کیا — ہے روزِ اولیں سے یہ آسماں ہمارا

قسمت میں جو لکھا ہے پورا ضرور ہو گا

رنج و الم یہ شدید اک روز دور ہو گا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# موت کے وقت مومن کے جذبات!
## ایک نفسیاتی حقیقت کی روشنی میں

(محترمہ امۃ المجید صاحبہ ایم۔اے)

چند دن ہوئے مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے رُوح پرور سوانح حیات سے لطف اندوز ہونے کا موقعہ ملا۔ آپ کی زندگی کا سفر روحانیت کے گوناگوں معارف اور آب دار گوہروں پر مشتمل ہے۔ لیکن جب آپ کی آخری زندگی کے حالات پر پہنچی۔ تو چند باتوں نے مجھے حیران کر دیا۔ اور وہ یہ تھیں۔ کہ حضرت عائشہ نے فرمایا "کاش میں پیدا نہ ہوئی ہوتی۔ کاش میں ایک درخت ہوتی۔ میں خدا تعالیٰ کی تسبیح کرتی۔ اور میرے ذمے جو فرض تھا۔ وہ ادا ہو جاتا۔" پھر فرمایا۔ "کاش خدا تعالیٰ مجھے پیدا ہی نہ فرماتا۔ یا کاش میں پتھر ہوتی"۔ وغیرہ وغیرہ

ان الفاظ کو پڑھکر قدرتی طور پر میرے دل میں تجسس پیدا ہوا۔ ایک طرف حضرت عائشہ کی پاکیزہ اور مطہر زندگی۔ اور دوسری طرف اس قسم کی مایوسی کے الفاظ۔ آپ کی زندگی کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے پھرنے لگا۔ آپ سیدۃ النساء تھیں۔ آپ تمام ازواج مطہرات سے برتر تھیں۔ حضرت جبریل کو دیکھ چکی تھیں۔ اور اس بات سے واقف تھیں۔ کہ آپ دُنیا اور آخرت میں بہترین انسان یعنی آنحضرت صلعم کی بیوی ہیں۔ دوسری طرف دینی علوم سے نہ صرف آپ واقف تھیں۔ بلکہ پوری مہارت رکھتی تھیں۔ جانوروں اور تمام مخلوقات پر انسان کی فوقیت کو سمجھتی تھیں۔

ان حقائق کی موجودگی میں اس قسم کے الفاظ واقعی انسان کو چکر میں ڈال دیتے ہیں۔ اگر اس قسم کی ایک ہی روایت ہوتی۔ تو ہم سمجھتے۔ کہ وہ روایت ضعیف ہے۔ اور کسی راوی کو غلطی لگ گئی ہوگی لیکن اس مضمون کو نہ صرف مختلف راویوں نے بیان کیا ہے۔ بلکہ راویوں میں اسامۃ بن زید اور ہشام بن مغیرہ جیسے راوی شامل ہیں۔ اس لئے ماننا پڑیگا۔ کہ حضرت عائشہؓ نے یہ الفاظ ضرور کہے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عقلِ رسا رکھتی تھیں۔ میں نے خیال کیا۔ کہ ان الفاظ کی تہہ میں ضرور کوئی گہرے معنے پوشیدہ ہیں۔ میں نے سوچا۔ کہ شاید ان الفاظ کی توجیہہ اس طرح پر کی جا سکتی ہے۔ کہ جب حضرت مریم کے ہاں حضرت عیسٰے بن باپ کے پیدا ہوئے۔ اور لوگوں نے آپکے متعلق باتیں بنانی شروع کیں تو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مریم نے اس وقت جو الفاظ کہے تھے۔ وہ یہ تھے۔
یٰلیتنی مِتُّ قبل ھٰذا وکنت نسیًا منسیًا۔ یعنی کاش میں اس سے پہلے مرگئی ہوتی۔ اور لوگ مجھے بھول چکے ہوتے۔ اگر غور کیا جائے۔ تو یہ الفاظ حضرت مریم کو نہیں کہنے چاہئیں تھے۔ کیونکہ آپ کو خدا تعالیٰ اور اس کی بات پر یقین تھا۔ آپ جانتی تھیں۔ کہ آپ معصوم ہیں۔ اور یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کی قدرت سے ہوا ہے۔ لیکن انسانی فطرت کچھ ایسی ہے۔ کہ وہ کسی کے لگائے ہوئے الزام کو محسوس ضرور کرتی ہے۔ خواہ وہ الزام سراسر جھوٹا ہی کیوں نہ ہو۔ اور جھوٹا ہونے کی حالت میں تو اور بھی زیادہ افسوس ہوتا ہے۔ اس لئے حضرت مریم کے منہ سے یہ الفاظ باوجود خدا تعالیٰ کی بشارت کے موجود ہونے کے نکل گئے۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ بعض اوقات انسان لوگوں کی جھوٹی باتوں سے انتہائی طور پر غمزدہ ہو کر مایوسی کے کلمات منہ سے نکال دیتا ہے۔

میں نے خیال کیا۔ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی میں بھی ایک ایسا واقعہ ملتا ہے۔ جو آپ پر سراسر جھوٹ تراشا گیا تھا۔ جس میں حقیقت کا ایک شائبہ بھی نہیں تھا اور جس نے آپ کو بہت تکلیف پہنچائی۔ اور آپ کے جذبات کو بُری طرح سے زخمی کیا۔ یعنی واقعہ اِفک۔ تو ممکن ہے کہ انتہائی رنج و غم کی حالت میں آپ نے یہ کلمات کہہ دیئے ہوں۔ کیونکہ ہشام بن عروۃ کی ایک روایت کے مطابق جو ان کے دادا نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے۔ بعینہٖ وہی الفاظ ہیں جو حضرت مریم نے کہے تھے۔ یعنی حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں۔ وددت انی اذا متُّ وکنت نسیًا منسیًا۔ میری خواہش ہے کہ میں مرگئی ہوتی۔ اور لوگ مجھے بھول گئے ہوتے۔ لیکن ان روایات کی اس توجیہ پر میں مطمئن نہ ہوئی۔ کیونکہ ایک ایسا واقعہ جس کے متعلق صریح طور پر خدا تعالیٰ کی طرف سے بریت نازل ہو چکی تھی۔ اور جس نے آپ کی عزت کو اور بھی بڑھا دیا تھا اس کے متعلق حضرت عائشہؓ کا ایسے الفاظ استعمال کرنا بھی ان کے ایمان کے منافی اور ان کی شان سے کم محسوس ہوا۔ پھر میں نے خیال کیا۔ کہ ہو سکتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے انعامات کی افزونی کو اپنی ذات پر دیکھ کر انتہائی خشوع و خضوع اور انکساری کے اظہار کے لئے آپ ایسے الفاظ کہہ دیتی ہوں۔ اگرچہ آپ عبادت گزار تھیں۔ کثرت سے روزے رکھا کرتی تھیں۔ اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے۔ کہ آپ نے آنحضرت صلعم کی حد سے زیادہ خدمت کی۔ اور آپ کو ہمیشہ خوش رکھا۔ لیکن پھر بھی کسر نفسی کے طور پر خدا تعالیٰ کے انعامات کے مقابلے میں اپنے اعمال کو دیکھ کر کہتی ہوں۔ کہ مجھ سے تو درخت ہی اچھے ہیں۔ جو اپنے رب کی طرف سے مقرر کردہ فرائض کو ادا تو کرتے ہیں۔ لیکن میں باوجود انسان ہونے کے ایسا نہیں کر سکی۔ ایسے عاجزی کے الفاظ اور جذبات ہر مومن کے ہوتے ہیں۔ اور مومن کبھی بھی اپنے اعمال پر بھروسہ کرکے مطمئن نہیں ہوتا۔ بلکہ خوف و رجا کی حالت رہتی ہے یہ توجیہہ بھی میرے لئے اطمینان کا باعث نہ ہوئی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور میں نے غور کیا کہ کیا صحابہ رضی اللہ عنہم کی زندگی میں بھی ایسے واقعات ملتے ہیں۔ تو تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے۔ کہ بعض اکابرین صحابہ کی بھی وفات کے وقت یہی حالت تھی۔ مثلاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لے لیجئے۔ اسلامی حکومت کے قیام میں جو اہمیت آپ کی شخصیت کو حاصل ہے۔ اس سے کوئی مسلمان ناواقف نہیں۔ تاہم آپ کے چند فضائل بیان کرنے بے محل نہ ہوں گے۔

ایک دفعہ حضرت عمر نے حضرت ابوبکر سے فرمایا۔ یا خیر الناس بعد الرسول۔ یعنی اے آنحضرت صلعم کے بعد سب سے بہترین انسان۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے جواب میں فرمایا" عمر میں نے آنحضرت صلعم کو فرماتے سنا ہے۔ ما طلعت الشمس علی رجل خیر من عمر۔ سورج کبھی بھی عمر سے بہتر انسان پر طلوع نہیں ہوا۔ اسی طرح حضور نے فرمایا۔ لو کان نبیٌ بعدی لکان عمر بن الخطاب۔ اگر میرے بعد کوئی نبی آسکتا۔ تو وہ عمر ہوتا۔ نیز میں نے وہاں ایک سونے کا محل دیکھا۔ میں نے سوال کیا۔ کہ یہ کس کے لئے ہے جواب ملا۔ ایک قریشی نوجوان کے لئے۔ میں نے پھر کہا۔ کون سے قریشی جوان کے لئے تو مجھے بتایا گیا۔ کہ عمر کے لئے۔

بریدۃ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔ کہ ایک دفعہ آنحضرت صلعم کسی جنگ پر تشریف لے گئے۔ تو میں نے نذر مانی کہ اگر حضور بخیریت واپس تشریف لے آئے۔ تو میں آپ کے سامنے دف بجاؤں گی۔ جب آنحضرت صلعم تشریف لے آئے تو بریدۃؓ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اور اپنی نذر کے متعلق کہا۔ حضور نے فرمایا۔ اگر تو نے یہ نذر واقعی مانی ہے تو بجالے ورنہ نہیں۔ اس پر بریدۃؓ نے دف بجانی شروع کی۔ اسی اثنا میں حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے۔ بریدۃؓ دف بجاتی رہیں پھر حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ آئے۔ اور بریدۃ اسی طرح دف بجاتی رہیں۔ لیکن تھوڑی دیر کے بعد حضرت عمرؓ تشریف لے آئے تو بریدۃؓ نے فوراً دف نیچے رکھ کر اس کے اوپر بیٹھ گئیں۔ اس پر آنحضرت صلعم نے فرمایا۔" اے عمرؓ شیطان تم سے خوف کھاتا ہے۔" آپ کے رعب اور ہیبت کا یہ عالم تھا۔ آپ عدل وانصاف کا مجسمہ تھے۔ یہاں تک کہ آپ کا عدل ضرب المثل کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔

ایسی جلیل القدر ہستی کا جب وقت رخصت آیا۔ اس وقت کی حالت ملاحظہ کیجئے۔ جب حضرت عمرؓ کو زخمی کر دیا گیا اور آپ کو گھر لایا گیا۔ تو لوگوں میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔ عادل اور محبوب خلیفہ کی جدائی کے خیال سے بھی لوگوں میں سخت اضطراب تھا۔ کوئی کہتا کہ معمولی زخم ہیں۔ ٹھیک ہو جائیں گے۔ کوئی کہتا کہ نہیں زخم مہلک ہیں۔ لوگ آپ کی بیمارپرسی کے لئے جوق در جوق آنے لگے۔ آپ کو دودھ پلایا گیا۔ لیکن نکل گیا۔ پھر لوگوں کو مایوسی ہو گئی۔ ایک نوجوان نے عرض کیا۔ یا امیر المومنین آپ خوش ہوں۔ آپ کو اللہ تعالےٰ کی بشارت ہو۔ آپ کو کاہے کا غم آپ آنحضرت صلعم کے صحابی ہیں۔ اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ آپ خلیفہ ہوئے اور عدل کیا۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ آپ کا خاتمہ بالخیر ہوا۔ اور شہادت نصیب ہوئی۔ جواب میں جو الفاظ آپ نے کہے۔ وہ غور طلب اور سبق آموز ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ وددت انی یکون ذالک کفافاً لا علیّ ولا لی۔ یعنی اے نوجوان تم مجھے کہتے ہو۔ کہ میں خوش ہوں اور مجھے فضائل یاد دلاتے ہو۔ اپنا تو یہ حال ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے غنی کو دیکھکر میں خواہش کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ مجھے میری کوتاہیوں کے بدلے سرزنش نہ کرے۔ اور نہ ہی میرے نیک کاموں کا کوئی بدلہ دے۔ اگر خدا تعالیٰ میرے گناہ بخش دے مجھے تو یہی کافی ہے۔

اسی طرح حضرت عمرو بن العاص بہت بلند پایہ صحابی گزرے ہیں۔ آپ اسلام کے مسلم الثبوت جرنیل تھے۔ اور مصر و شام کی فتوحات کا سہرا آپ کے سر ہے۔ آپ کی عمر کا بیشتر حصہ دشمنانِ اسلام سے نبرد آزما ہونے اور انہیں زیر کرنے میں گذرا۔ مرض الموت میں بستر مرگ پر نہایت اضطراب کی حالت میں کروٹیں بدلتے زار زار روتے جاتے۔ اور کہتے جاتے تھے۔ اللّٰھم لا قوی فانتصر ولا بری فاعتذر و لا متکبر بل مستغفر لا الٰہ الا انت۔ اے اللہ مجھ میں طاقت نہیں۔ ناتواں ہوں پس میں مدد مانگتا ہوں۔ اور میں اپنے آپ کو بری نہیں سمجھتا پس میں عذر خواہ ہوں۔ اور متکبر ہونے کی حالت میں نہیں۔ بلکہ بخشش کا طالب ہونے کی حالت میں تیرے دربار میں حاضر ہو رہا ہوں۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

آپ کے اضطراب کو دیکھکر آپ کے بیٹے عبد اللہ نے کہا۔ کیا آپ مدت سے گھبراہٹ کی وجہ سے رو رہے ہیں؟ فرمایا نہیں بلکہ اسلئے روتا ہوں۔ کہ پتہ نہیں موت کے بعد کیا سلوک کیا جائے گا۔ عبد اللہؓ نے عرض کیا۔ آپ اتنے فکرمند کیوں ہو رہے ہیں۔ آپ جلیل القدر صحابہ میں سے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو شام اور مصر جیسے ممالک کو اسلامی سلطنت میں داخل کرنے کی توفیق دی۔ آپ کہنے لگے "مجھ پر زندگی کے تین دور گذرے ہیں۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے میں آنحضرت صلعم کے معاندین میں سے تھا۔ ہر شرارت میں آگے آگے رہتا۔ اگر میں اس حالت میں فوت ہو جاتا۔ تو میرا ٹھکانا یقینی طور پر دوزخ ہوتا۔ پھر خدا تعالیٰ نے مجھے مسلمان ہونے کی توفیق دی۔ وکنت اشد الناس حیاءً منہ۔ مجھے آنحضرت صلعم سے بہت حیا آتی۔ اگر میں اس حالت میں مرجاتا۔ تو لوگ کہتے عمرو بن العاص اچھا مسلمان تھا۔ اس وقت میں جنت میں جاتا۔ پھر میری زندگی کا تیسرا دور آیا۔ اور میں نے سلطانیت اور حاکمیت کی ردا پہنی فلا ادری أعلیّ أم لی۔ میں نہیں جانتا کہ اب خدا تعالیٰ کا فیصلہ میرے خلاف ہوگا۔ یا میرے حق میں ہوگا۔ میرے مرنے کے بعد مجھ پر کوئی نہ روئے۔ اور نہ ہی کوئی عورت نوحہ کرے۔

مندرجہ بالا امثلہ سے جس نفسیاتی حقیقت پر روشنی پڑتی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ جتنا بھی کوئی انسان روحانیت کے اعلیٰ مدارج پر پہنچ جاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ تک پہنچنے کی باریک در باریک راہوں سے آشنا ہو جاتا ہے اتنا ہی وہ اسکی بے نیازی سے ڈرتا بھی ہے (یاد رکھنا چاہیئے کہ اس معاملے میں آنحضرت صلعم کی ذات مستثنا ہے۔ کیونکہ آپ کو جب خدا تعالیٰ نے اختیار دیا کہ آپ زندگی کو ترجیح دیں گے۔ یا خدا تعالیٰ کے پاس جانے کو تو آپ نے فرمایا۔ الی رفیق الاعلیٰ الی رفیق الاعلیٰ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یعنی میں تو خدا تعالیٰ کی رفاقت کو ترجیح دونگا۔" اور چونکہ وہ خدا تعالیٰ کی ہر صفت کے اعلیٰ معیار کے مقابلے میں اپنے اعمال کو ہیچ پاتا ہے۔ اس لئے جب اس کے حضور جانے کا وقت آتا ہے تو خشیت الٰہی سے ذرہ ذرہ کانپنے لگتا ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے۔ کہ بخشش کے لئے انسانی اعمال پر بھروسہ کرنا سراسر نفس کو دھوکہ دینا ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ اگر خدا تعالیٰ ہر ایک نفس کا محاسبہ کرے تو ایک بھی جنت میں نہ جا سکے۔ بلکہ اس کی رحمت اور عفو سے ہی انسان جنت میں بھیجا جاتا ہے

بعض دفعہ انسان کے بڑے بڑے اعمال بھی خدا تعالیٰ کے ہاں قابل رد ہوتے ہیں۔ اور بعض دفعہ حقیر سے حقیر خیر کا کام بھی اسکے دربار میں قبولیت کا شرف حاصل کرتا ہے۔ مثلاً ایک بزرگ جنہوں نے احادیث کی کتب اپنی زندگی میں لکھی تھیں فوت ہوگئے۔ ان کے کسی اور بزرگ دوست نے انہیں خواب میں دیکھا۔ اور کہنے لگے۔ کہ آپنے تو اسلام کی بڑی خدمت کی ہے۔ آپنے احادیث کی کتب لکھی تھیں۔ آپ تو ضرور جنت کے اعلیٰ مقام میں رکھے گئے ہوں گے۔ مرحوم بزرگ کہنے لگے۔ "وہ کتابیں میرے کسی کام نہ آئیں ہاں ایک چھوٹی سی نیکی خدا تعالیٰ کو میرے اعمال نامے میں سے پسند آگئی۔ جسکی وجہ سے مجھے جنت نصیب ہوئی۔ وہ نیکی یہ تھی کہ ایک دفعہ میں لکھ رہا تھا۔ کہ نوک قلم پر ایک مکھی آکر بیٹھ گئی۔ اور سیاہی کے قطرے پر اپنی تشنگی بجھانے لگی۔ میں نے لکھنا بند کر دیا۔ یہانتک کہ جب اسکی پیاس بجھ گئی تو وہ خود بخود اڑ گئی۔ حقیری مخلوق مکھی کے ساتھ یہ مہربانی خالق کو پسند آگئی اور میں ایک مکھی کے طفیل بخش دیا گیا"۔

جب حقیقت یہ ہے۔ کہ کوئی انسانی عمل قابل اعتماد نہیں تو اس لئے ان بزرگ ہستیوں نے وفات کے وقت ایسے دردناک الفاظ کہے اور اسی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی ایسے الفاظ کہے۔ جب اتنے بڑے بڑے بزرگوں کی یہ حالت تھی۔ تو ہم کس شمار میں ہیں۔

خدا تعالیٰ ہمیں یہ توفیق دے کہ ہر چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو بخوشی بجالائیں اور وہ کام اسکی رضا کا موجب ہوں۔ اور موت کی کٹھن منزل میں اس خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت ہمارے شامل حال ہو۔ آمین! ثم آمین!!

## مصباحی بہنیں

مضامین صاف ستھرے خط سے ایک کالم میں لکھا کریں۔ اور ہر ماہ کی بیس تاریخ تک بھجوا دیا کریں۔ اس کے بعد آنیوالے مضامین ہو سکتا ہے۔ وقت کی تنگی کی وجہ سے شائع نہ ہو سکیں۔

(مدیرہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# احمدی بچوں کے لئے کہانیاں

## جان الیگزنڈر ڈوئی کی کہانی

از محمد نذیر صاحب فاروقی ربوہ

امریکہ کے مشہور شہر شکاگو کے کہیں ارد گرد کا رہنے والا جان الگزنڈر ڈوئی ہمارے سلسلہ احمدیہ میں ایک تاریخی حیثیت رکھتا ہے۔ ڈوئی بڑا امیر انسان تھا۔ وہ سات کروڑ روپیہ کا مالک تھا۔ اس نے شکاگو کے نواح میں لکھوکھہا روپیہ خرچ کر کے ایک قصبہ صیہون بنا رکھا تھا۔ جہاں اس کے اپنے پریس تھے، اور ایک رسالہ لیوز آف ہیلنگ جاری کر رکھا تھا۔

ڈوئی کو عیسائی مذہب میں پورا پورا یقین اور اعتقاد تھا اور دنیا کے دیگر تمام مذاہب کو مسیحیت کے مقابلہ پہ باطل قرار دیتا تھا۔ اس کا یہ مذہبی جوش اور تعصب اس قدر بڑھ گیا۔ کہ اس نے اسلام اور دین محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی توہین کرنا اپنا شعار بنا لیا۔ اس مطلب کے لئے اس کا اپنا رسالہ اور پریس وقف تھا۔ جس میں وہ نہ صرف اسلام کو برا کہتا، بلکہ بانئے اسلام حضرت محمدؐ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر نہایت برے الفاظ سے کرتا۔ خانہ کعبہ کی تباہی، اور مذہب اسلام کی بربادی کے لئے روزانہ دعائیں مانگتا، پھر اس نے یہ دعویٰ کیا۔ کہ وہ خدا کا نبی ہے۔ اور مسیح علیہ السلام کی دوبارہ دنیا میں آمد کا پیشرو خیمہ ہے۔ وہ کہتا تھا۔ کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام 25 سال تک دنیا میں دوبارہ آجائینگے، ڈوئی اپنی صداقت کی بہت ڈینگیں مارا کرتا تھا، اور کہتا تھا، کہ اگر وہ نبی نہیں ہے۔ تو دنیا میں کوئی نبی سچا نہیں ہو سکتا وہ معجزانہ طور پر بیماروں کو شفا دینے کا دعویدار بھی تھا۔

جب اس کی شہرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کانوں تک پہنچی۔ تو آپ نے اس کو پہلی دفعہ ۱۹۰۲ء میں لکھا۔ کہ تم اسلام اور بانئے اسلام کی توہین و تذلیل سے باز آؤ۔ چاند کے تھوکنے پر تم رد نہیں ہو سکتے۔ سوائے اس کے کہ یہ ناپاک چھینٹے تمہارے منہ پر پڑیں۔ صداقت کو حاصل کرنے اور خدا تک پہنچنے کے لئے جو راستہ اسلام بتا رہا ہے۔ تم اس سے محروم ہو۔ اور ایک عاجز انسان کو خدا بنا کر شرک فی التوحید کے مرتکب ہو رہے ہو۔ تم۔ میرے ساتھ دعائے مباہلہ کرو۔ تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے۔ کہ تمہارا انجام کیا ہے۔ اور دنیا پر ظاہر ہو جائے۔ کہ اسلام کو اللہ تعالیٰ نے کیا شوکت بخش رکھی ہے، اور بانئے اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کس شان کا مالک ہے لیکن ڈوئی نے اس کا کوئی جواب دیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور ایک بدترین شخص کی طرح اپنی بداخلاقی اور گندہ ذہنی کا مظاہرہ کرتا رہا۔ آپ کا دل اس کی حرکات سے بہت کڑھتا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس توہین کو برداشت نہ کرسکتا۔ آپ نے سنہ ۱۹۰۳ء میں اس کو پھر لکھا۔ کہ اگر تو میرے ساتھ مباہلہ کرے گا۔ تو تیری موت نہایت ذلت سے واقع ہوگی۔ اور تو اسلام کی صداقت کا ایک نشان ہوگا۔ جو ہمیشہ ہمیش کے لئے قائم رہے گا۔ اور اگر تو دعائے مباہلہ سے گریز کریگا۔ تو پھر بھی تو اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچ نہ سکیگا۔ کہ میری دعا کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ تجھے حسرت و یاس اور نہایت ذلت کے ساتھ موت دیگا چنانچہ آپ کا یہ دعویٰ امریکہ کی تمام مشہور اخباروں میں شائع ہوا۔ قریباً تیس مشہور اخباروں کے نام تو اس وقت ہمارے ریکارڈ میں بھی محفوظ ہیں۔

جب امریکہ میں آپ کے دعویٰ کا بہت چرچا ہوا۔ اور اخبارات نے جابجا آپ کا فوٹو دے کر اصل معاملہ کے متعلق رائے زنی کی۔ کہ یہ شخص ہندوستان میں آنے والے مسیح ہونے کا دعویدار ہے۔ اور ڈوئی کو اپنے مقابلہ پر دعا کے لئے بلا رہا ہے، اور مسیحیت کے مقابلہ پر اسلام کی برتری کا مدعی ہے۔ کیا ڈوئی اب اس کے مقابلہ پر آئیگا تو ڈوئی کے لئے پریس کے اس استصواب اور شور و غل کا جواب دینا لازمی ہوا۔ مگر اس وقت بھی اس بدبخت نے محض اپنی بلند پایہ حیثیت کو ثابت کرنے کے لئے متکبرانہ طور پر ناروا حرکت کی۔ اور پریس کو جواب دیا۔ کہ ہندوستان کا ایک ...... جو مسیح محمدی ہے مجھے بار بار اپنی طرف متوجہ کرتا ہے۔ اور اپنے دعاوی سنا کر کہتا ہے۔ کہ مجھے کیوں جواب نہیں دیا جاتا؟ مگر کیا تم خیال کرتے ہو کہ میں بھنبھنانے والے مچھروں اور مکھیوں کو جواب دوں۔ جن کو میں جس وقت بھی چاہوں مسل کر رکھ دوں۔

اس پر آپ نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا فرمائی۔ کہ مولا کریم تو حق اور باطل میں فیصلہ کر۔ ڈوئی اور مجھ میں۔ کون تیری راہ پر ہے اور اسلام کی برتری کا ثبوت دے۔ تصرفات الٰہیہ نے اپنا کام شروع کیا۔ اور ڈوئی کی ذلت کا مظاہرہ شروع ہوا۔ اس کا اپنا خاندان پہلے اس کے خلاف ہوا۔ اس کے باپ نے اشتہار دیا کہ ڈوئی ولد الزنا ہے۔ اس کو اپنے تعمیر کردہ شہر صیہون سے بیدخل کردیا گیا۔ وہ اتنی بڑی دولت سے محروم کردیا گیا۔ جتنی کہ ایک بڑی سلطنت کے قبضہ میں ہوتی ہے۔ وہ ڈوئی جو شراب نوشی کے خلاف راہنمایانہ طور پر پبلک میں بڑے بڑے لیکچر دیا کرتا تھا خود شراب نوش ثابت ہوا۔ اور اسکی بیوی اور بیٹا اس کے مشن کے خلاف ہوگئے۔ اور انہوں نے پبلک میں یہ راز آشکارا کیا۔ کہ معجزانہ طور پر بیماروں کو شفا دینا محض ایک ڈھونگ ہے اس کی اتنی ذلت، اسکی گستاخی کی پاداش میں جو وہ بانیٔ اسلام حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں کیا کرتا تھا، جبار و قہار خدا نے کافی نہ سمجھی، اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان سے فرمایا، کہ عنقریب ایسا نشان دیا جائے گا۔ جو تمام دنیا کے لئے نشان ہوگا"

اس الہام کی اشاعت کے چودہ دن بعد مارچ سنہ ۱۹۰۷ء کے پہلے ہفتہ میں ڈوئی ہمیشہ ہمیش کے لئے واصل جہنم ہوا۔ مرنے سے پیشتر اس پر شدید قسم کا فالج گرا۔ وہ چلنے پھرنے کے قابل نہ رہا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لوگ اس کی اندرونی چالبازیوں اور مکاریوں کی وجہ سے اسے قابلِ نفرین سمجھتے تھے۔ وہ مارچ ۱۹۰۷ء کے پہلے ہفتہ میں فوت ہوا۔ ہندوستان یورپ اور امریکہ کے اخبارات نے اس پر نوٹ لکھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ وہ خنزیر تھا جس کو خدا نے میرے ہاتھ سے موت دی۔ اور قتلِ خنزیر والی پیشگوئی پوری ہوئی۔

# ربوہ الحجر میں احمدی مستورات کا جلسہ سالانہ ۱۹۵۰ء

مرتبہ:۔ امۃ الرشید صاحبہ۔ ربوہ

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حسبِ سابق امسال بھی ربوہ میں ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر ۱۹۵۰ء کو جہاں احمدی مردوں کا اجتماعِ عظیم مرکزی تقدیس کے حصول کے لئے منعقد ہوا۔ وہاں احمدی مستورات کا سالانہ اجتماع بھی بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔ اس مقدس اجتماع میں پاکستان کے دور دراز علاقوں سے قریباً پانچ ہزار مستورات شامل ہوئیں۔ بعض غیر احمدی معزز خواتین بھی شریک تھیں۔ باوجودیکہ سردی کی شدت اور راستہ کی مشکلات زبردست روک تھیں۔ لیکن مومنات کی ایمانی بشاشت انہیں کشاں کشاں دیارِ محبوب میں لے آئی۔

بہرکیف مستورات کے اس اجتماع کا پروگرام ۲۶ دسمبر کو دس بجے شروع ہوا۔ جلسہ گاہ میں لاؤڈ سپیکر کا انتظام تھا۔ سب سے پہلے مردانہ جلسہ گاہ سے تلاوتِ قرآن مجید اور نظم کے بعد حضور ایدہ اللہ کی افتتاحی تقریر سنی گئی۔ دس بجکر چالیس منٹ پر حضور کی افتتاحی تقریر ختم ہوئی۔ اس کے بعد مردانہ جلسہ گاہ سے حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی تقریر "ذکرِ حبیب" اور قاضی محمد اسلم صاحب کی تقریر سنی گئیں۔ بارہ بجکر بیس منٹ پر مستورات کا باقاعدہ اجلاس زیرِ صدارت حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ شروع ہوا۔ سب سے پہلے حضرت سیدہ ام امۃ المتین صاحبہ ایم۔اے نے پردہ کے موضوع پر مدلل تقریر فرمائی۔ جو بعد میں شائع کی جائے گی۔ انشاء اللہ۔

آپ کی تقریر کے بعد اجلاس نماز کے لئے برخاست ہوا۔ ۲ بجکر ۵۰ منٹ پر دوسرا اجلاس شروع ہوا۔ تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد سلمیٰ طالبہ سیکنڈ ایر نے "صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام" پر مضمون پڑھ کر سنایا۔ آپ نے حضور کا الہام "دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا" پیش کرتے ہوئے حضور کی سچائی سے متعلق زور آور حملوں کی تشریح کی۔ اس کے بعد امۃ الرشید خورشید صاحبہ نے "ہمارے عقائد" پر تقریر کی جس میں انہوں نے بتایا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی یہ قدیم سے سنت ہے کہ جب بھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دنیا گمراہی میں مبتلا ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ اس کے عقائد کی درستگی کے لئے کسی شخص کو مبعوث فرماتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سب سے بڑی ھدایت لیکر آئے۔ آپ کے ذریعہ عقائد میں سب سے بڑی درستی ہوئی۔ لیکن ایک مدت کے بعد دنیا نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیم میں بھی بگاڑ پیدا کر دیا۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے وعدہ " اِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْن " کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ آپ نے دنیا کے سامنے صحیح اسلامی عقائد پیش کئے۔ ان تمام اوہام کو باطل قرار دیا، جو قرآن سنت اور حدیث کیخلاف تھے۔ آپ نے کوئی نئی تعلیم دنیا کے سامنے پیش نہیں کی۔ بلکہ اسلام کی صحیح صورت دنیا کے سامنے پیش کی ہے۔ لیکن مخالف اکثر او قات ہمارے عقائد کے متعلق غلط فہمی پھیلاتے ہیں۔ سو واضح رہے۔ کہ ہم لوگ خدا تعالیٰ کو واحد، لاشریک مانتے ہیں اس کو اپنی ذات اور اپنی صفات میں ازلی ابدی سمجھتے ہیں، لوگوں نے اس کے وجود کو بھلا دیا تھا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تازہ نشانوں سے اس کے وجود کو دنیا کے سامنے پیش کیا۔ علیٰ ھذا ہم ملائکہ کے وجود کو مانتے ہیں۔ ہم یہ بھی تسلیم کرتے ہیں۔ کہ الہام الٰہی کا دروازہ کھلا ہے، البعث بعد الموت، جزا سزا جنت و جہنم پر ایمان رکھتے ہیں، قرآن مجید آخری شریعت ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیّین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا۔ جو قرآن مجید کو منسوخ کرے۔ یا آپ کی اطاعت سے باہر ہو۔ قرآن مجید اور احادیث سے حضرت عیسےٰؑ کی وفات ثابت ہے۔ اس لئے ہم حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو مسیح موعود اور مہدی تسلیم کرتے ہیں۔ ہمارے نزدیک ایسی نبوت اب ممکن ہی ہے۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں حاصل ہو۔ وغیرہ ذلک ان تمام پر آپ نے تفصیلی دلائل پیش کئے۔ اس کے بعد مردانہ جلسہ گاہ سے مولوی عبد الغفور صاحب اور چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی کی تقریر سنی گئی۔ اس کے بعد پہلے دن کی کارروائی ختم ہوئی۔

۲۷ دسمبر ۱۹۵۵ء۔ ٹھیک دس بجے تلاوت قرآن مجید اور نظم سے جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ فرخندہ اختر صاحبہ بیگم سید محمود اللہ شاہ صاحب نے " تربیت اولاد " پر تقریر فرمائی، آپ نے فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ ہر بچہ فطرتِ اسلام لے کر آتا ہے۔ اس کے اس فطری جذبہ کو تقویت دینے میں ماں کا سب سے زیادہ حصہ ہوتا ہے، اس حقیقت کے مدنظر آنحضرت صلعم نے ماں کے متعلق فرمایا ہے کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ حضور نے اس میں وضاحت فرما دی۔ کہ ماں اپنے اخلاق اپنی روحانیت اور اپنی دینداری میں اتنا بلند پایہ رکھتی ہو۔ کہ بچہ اس کی اتباع اور اس کی اقتداء اور اس کی صحیح تربیت سے جنت کا مستحق قرار پائے۔ ان کے بعد حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ کی تقریر شروع ہوئی۔ آپ نے سورۂ احزاب کی آیات مِنْھُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَہٗ وَ مِنْھُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ تلاوت کرنے کے بعد صحابہ کرام کی بے مثال قربانیوں کا ذکر کیا۔ اور فرمایا۔ کہ ہم بھی ان کے مثیل ہیں۔ ہمارا بھی فرض ہے کہ ہم اپنے عہد کو پورا کریں۔ گیارہ بجکر بیس منٹ پر استانی حمیدہ صابرہ صاحبہ نے " حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آنحضرت صلعم سے محبت " پڑھکر سنایا۔ اس کے بعد حفیظہ الرحمٰن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صاحبہ نے "ہم اور زمانہ معاشرہ" پر مضمون پڑھکر سنایا۔ اس کے بعد نصیرہ نزہت صاحبہ نے "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام اور پیشگوئیاں" پر تقریر کی۔ آپ نے الیگزنڈر ڈوئی لیکھرام کے واقعات پیش کرتے ہوئے بتایا۔ کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے حضور کی پیشگوئیاں پوری کیں۔ اس کے بعد پیشگوئی مصلح موعود کو پیش کیا۔ کہ وہ کس شان سے پوری ہوئی۔ بارہ بجکر پچاس منٹ پر حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے مستورات کو خطاب فرمایا جو بالتفصیل بعد میں شائع کیا جائیگا۔ انشاء اللہ۔ حضور کی تقریر کے وقت حاضری سوا چھ ہزار تھی۔ اس کے بعد اجلاس نماز ظہر و عصر کے لئے برخاست ہوا۔ نماز ظہر و عصر کے بعد مردانہ جلسہ گاہ سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر سنی گئی۔

۲۸ دسمبر ۱۹۵۰ء۔ اجلاس اول کی کارروائی ٹھیک دس بجے تلاوت قرآن مجید اور نظم سے شروع ہوئی۔ سب سے اول امۃ المجید صاحبہ ایم اے نے "قوم کی ترقی میں عورت کا حصہ" کے عنوان پر تقریر کی۔ آپ نے بتایا۔ کہ انگریزی کی یہ ضرب المثل۔ کہ عورت مرد کا بہترین نصف حصہ ہے، درست نہیں، اسلام عورت کو بالکل مساویانہ حقوق دیتا ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ دنیا میں مجھے عورت اور خوشبو پسند ہے۔ لیکن میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ تاریخ سے پتہ لگتا ہے۔ کہ ہر زمانہ میں اقوام کی ترقی و تنزل میں عورت کا بہت دخل رہا ہے۔ صحابیات کے نمونے کیا تھے یہ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ کس طرح انہوں نے اسلامی جنگوں میں مدد کی۔ اسی طرح ہمارا بھی فرض ہے۔ کہ ہم تبلیغ جیسے اہم فریضہ کو ادا کریں۔ اس کے بعد سیدہ فضیلت صاحبہ نے "اخلاق فاضلہ" کے عنوان پر تقریر کی، آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا ہے "انک لعلی خلق عظیم" حضور کی اتباع میں ہمیں بھی اپنے اندر اعلیٰ اخلاق پیدا کرنے چاہئیں، آپ نے عورتوں غلاموں، غریبوں، بوڑھوں، یتیموں اور بیواؤں کے متعلق حضور کے اخلاق کی وضاحت کرتے ہوئے ان پر کاربند ہونے کی تاکید کی۔ اور بتایا۔ کہ موجودہ زمانہ میں مسلمانوں کی کمزوری کا سبب دراصل ان کے اخلاق کی کمزوری ہے۔ ان کے جہاں ذاتی اخلاق تباہ ہو چکے ہیں۔ وہاں قومی اخلاق بھی ضائع ہو چکے ہیں اس لئے ترقی حاصل کرنے کے لئے مضبوط اخلاق ضروری ہیں قومی ترقی کے لئے غیرت کا مادہ اپنے اندر پیدا کریں۔ گیارہ بجکر پچاس منٹ پر مردانہ جلسہ گاہ سے بذریعہ لاؤڈ سپیکر مولوی جلال الدین صاحب شمس اور مولوی رحمت علی صاحب کی تقریریں سنی گئیں۔

اس کے بعد اجلاس نماز ظہر و عصر کے لئے برخاست ہوا۔ نماز ظہر و عصر کے بعد حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ کی تقریر "سیر روحانی" مردانہ جلسہ گاہ سے سنی گئی۔

"مصباح" میں اشتہار دیکر
اپنی تجارت کو فروغ دیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# انمول موتی

(۱) کسی صورت میں بھی خواہشوں کا مقصد پورا نہیں ہوتا۔

(۲) دنیا میں سب چیزیں دوبارہ مل سکتی ہیں لیکن وقت دوبارہ نہیں مل سکتا۔ جو قابل قدر ہے۔

(۳) وہ زندگی ڈھونڈو۔ جو غیر فانی ہو۔

(۴) دانا آدمی کہتا تھوڑا ہے۔ اور کرتا بہت ہے۔

(۵) وعدے بہت کم کیا کرو۔ جو کرو وہ پورا کرو۔

(۶) اپنی آمدنی سے بڑھکر خرچ نہ کیا کرو۔

(۷) وقت اور دولت دونوں بے بہا چیزیں ہیں۔ دونوں کا صحیح مصرف ہونا چاہیئے۔

(۸) وقت کو ضایع کرنے والا دولت حاصل نہیں کر سکتا۔

(۹) جھوٹ لاعلاج مرض ہے۔

(۱۰) صداقت کل مخلوق کا ضمیر ہے۔

(۱۱) جھوٹ انسان کو بے شرم بنا دیتا ہے۔

(۱۲) موت کو یاد رکھنے سے انسان گناہوں سے محفوظ رہتا ہے۔

# اقوال زریں

۱ ۔ زبان کی پارسائی خاموش رہنے میں ہے۔
(آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم)

۲ ۔ بہترین علم وہ ہے۔ جس سے پڑھنے والا خود مستفید ہو
(حضرت علیؓ)

۳ ۔ دنیا کی محبت سب سے بڑی غلطی ہے۔
(حضرت علیؓ)

۴ ۔ دوستوں سے مروت کرو۔ اور دشمنوں کیخاطر
(حافظ شیرازی)

۵ ۔ ہمیں اس دنیا میں بہت سے ملاقاتی ہمدرد ملیں گے لیکن دوست بہت کم ملیں گے۔
(جانسن)

۶ ۔ جن کے لئے انتہاء دوست ہیں۔ دراصل ان کے پاس کوئی دوست نہیں۔
(ولٹی)

۷ ۔ کام میں بے خبری سے زیادہ خطرناک اور کوئی بیماری نہیں۔
(گوئٹے)

۸ ۔ دنیا میں ہر آدمی دوسروں کو سمجھاتا ہے۔ لیکن اپنے آپ کو سمجھانیوالے بہت کم ملتے ہیں (سعدیؒ)

---

محمودہ بنت شیخ محمد لطیف صاحب سیکرٹری لجنہ اماء اللہ ملتان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حفظانِ صحت

# خسرہ

از محترمہ امۃ الرحمٰن صاحبہ ۔ ربوہ

**خسرہ** ۔ سو فیصدی متعدی بیماری ہے۔ بالکل چھوٹے سے کیڑے سے شروع ہوتی ہے۔ اسے اُنیسویں صدی کے آخیر میں عرب کے ایک ڈاکٹر نے دریافت کیا تھا۔ اس وقت یہ خیال کیا جاتا تھا، کہ یہ بیماری چیچک کی ایک قسم ہے۔ مگر بعد میں یہ خیال غلط ثابت ہُوا ۔ اس کا شکار عام طور پر 5 سال سے کم عمر کے بچے ہوتے ہیں۔ اور اس سے لڑکوں کی نسبت لڑکیاں زیادہ بیمار ہوتی ہیں۔ اس کا زور زیادہ تر موسم بہار میں ہوتا ہے۔

**علامات** ۔ پہلے تین چار دن چھینکیں آتی ہیں۔ بار بار کھانسی اُٹھتی ہے۔ آنکھوں سے پانی بہتا ہے۔ زبان کے پچھلے حصے پر سُرخ نشان ہو جاتے ہیں۔ پیٹ میں درد ہوتا ہے۔ اور بعض دفعہ اُلٹیاں بھی شروع ہو جاتی ہیں۔ بخار تیز ہوتا ہے۔ تیسرے دن ماتھے پر اور کانوں کے پیچھے چھوٹے چھوٹے دانے نکلنے لگ جاتے ہیں۔ اور آہستہ آہستہ اُوپر سے نیچے تک جسم کے مختلف حصوں پر نمودار ہو جاتے ہیں۔

**اقسام** اس کی کئی قسمیں ہیں:۔

(۱) بعض دفعہ خسرہ تو ہوتا ہے مگر دانے جسم کے کسی حصہ پر بھی نہیں نکلتے۔

(۲) بعض دفعہ نہ صرف جسم کے تمام حصوں پر دانے نکل آتے ہیں۔ بلکہ جسم کے مختلف حصوں سے خون بھی نکلنے لگ جاتا ہے۔

اس بیماری میں کھانسی ۔ زکام ۔ نمونیہ عام طور پر ہو جاتا ہے۔ اور بعض دفعہ کانوں سے پیپ بہنے لگ جاتی ہے۔ اور آنکھیں بھی دکھنے لگ جاتی ہیں۔ اس بیماری سے بہت کم لوگ فوت ہوتے ہیں۔ یہ صرف انہی کے لئے مہلک ثابت ہوتی ہے جن کی صحتیں بہت کمزور اور عمریں بھی کم ہوں۔

**علاج** ۔ مریض کو علیحدہ ہوادار اور صاف ستھرے کمرے میں لٹا دینا چاہیئے۔ سلفا ڈائیزین کی گولیاں کھانے کے لئے اور پنسلین کے ٹیکے کروا دینے سے کسی قسم کی پیچیدگی پیدا نہیں ہوتی۔ اس کے علاوہ خوب کلاں، منقہ اُبال کر پانی پلانا بھی مریض کے لئے از حد مفید ہے۔

---

"مصباح" کا مطالعہ ہر احمدی بہن کیلئے ضروری ہے

امۃ اللطیف صاحبہ بنت میاں عبدالرحیم صاحب
درویش قادیان

پتیاں سبز
پھول کاسنی
پھول کے اندر زرد رنگ کا زیرہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# تعاونوا علی البر والتقویٰ

جن بہنوں اور بھائیوں نے مصباح کے خریدار بنانے میں ہمارے ساتھ تعاون فرمایا ہے ان کے اسمائے گرامی شکریہ کے ساتھ شائع کئے جاتے ہیں ۔ ادارہ

| | | |
|---|---|---|
| ۱۔ محترمہ اہلیہ صاحبہ چوہدری ابوالہاشم خان صاحب مرحوم | ۱۵ | خریدار |
| ۲۔ محترم مولوی دوست محمد صاحب جامعۃ المبشرین | ۱ | " |
| ۳۔ محترم مولوی محمد اسماعیل صاحب دیالگڑھی ۔ لائل پور | ۱ | " |
| ۴۔ محترمہ سیدہ طینت صاحبہ سیالکوٹ | ۲ | " |
| ۵۔ " سیدہ بشریٰ بیگم صاحبہ کوئٹہ | ۵ | " |
| ۶۔ " بشریٰ سلطانہ صاحبہ پشاور | ۱ | " |

محترمہ بیگم صاحبہ ملک عمر علی صاحب نے پانچ روپے بچہ کی ولادت کی خوشی میں عنایت فرمائے ہیں ۔ نیز محترمہ صغریٰ بیگم صاحبہ اہلیہ شیخ غلام حسین صاحب نے اپنی لڑکی امۃ الرحمٰن مرحومہ کی طرف سے پانچ روپے ارسال کئے ہیں۔

فجزاہا اللہ احسن الجزاء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# ہمارا عہد

میں خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر اس بات کا اقرار کرتا ہوں
کہ خدا تعالیٰ نے قادیان کو جماعت احمدیہ کا مرکز مقرر فرمایا ہے۔ میں
اس کے پورا کرنے کے لئے ہر قسم کی کوشش اور جدوجہد کرتا رہونگا
اور اس مقصد کو کبھی اوجھل نہیں ہونے دونگا۔ اور میں اپنے نفس اور
اپنے بچوں اور اگر خدا کی مشیت یہی ہو۔ تو اولاد کی اولاد کو ہمیشہ اس
بات کے لئے تیار کرتا رہونگا۔ کہ وہ قادیان کے حصول کے لئے ہر چھوٹی
اور بڑی قربانی کرنے کے لئے تیار رہیں۔
اے خدا مجھے اس عہد پر قائم رہنے اور اس کو پورا کرنے کی
توفیق عطا فرما۔

اللّٰھم آمین